

REGISTERED

NO. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک کو روشن کرتا ہے

جلد ۳۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۳

اخبار کی بہار

یہ بات معلوم ہوئی ہو کہ کوئلوں کی گاس سے جو ایک ہزار فٹ کے اندر ہیں جیسی اچھی روشنی حاصل ہو سکتی ہے کہ جتنی موم چربی کی بتیوں سے ہو سکتی ہے۔

نیوزیلینڈ کے جو جنگل گمو گمیدار شے سے ڈھپے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کا سبب یہ دریافت ہوا ہے کہ مچھلیوں کے گھوگے سڑ گل کر ہوا کے ذریعے سمندر کی طرف سے اُس طرف کو اُڑ گئے اور درختوں پہ جا گرے اور خاک ہو کر درختوں پہ جم گئے۔

افسوس کہ ریاست کیلات کو آخر کار ریشم کے کیڑوں کا کارخانہ بند کرنا پڑا۔ اس کے لئے اُس کو کیڑوں کی خوراک مہیا کرنے میں دقت ہوئی۔ پہلے شہتوت کے پتوں کی قیمت صرف ۶ آنہ من تھی لیکن بعدہ ۵ روپیہ فی من ہو گئی اور ریاست نے اُس کے لئے ۳۵۵۰۰ روپیہ خرچ کیا لیکن اب اس کام کے لئے زیادہ بچت نہیں ہو اس لئے یہ کارخانہ بند کرنا پڑا ہے۔ لیکن جب شہتوت کے درخت ریاست میں لگ جاوینگے اور سہولیت نظر آوے گی تو یہ کارخانہ پھر جاری کیا جاویگا۔

الہ آباد میں کانگریس کے پنڈال پر آل انڈیا بھارت شدھی کانفرنس کا جلسہ بابو سردار چرن متر کلکتہ ہائی کورٹ کے ایکس جج کی صدارت سے منعقد ہوا جس میں ذیل کے رزولیوشن پاس کئے گئے (۱) کہ ادنیٰ ذاتیں قومی۔ اخلاقی۔ روحانی اور مالی باتوں کے اعتبار سے اُٹھائی جاویں (۲) شدھی کے ذریعہ سے وہ ادنےٰ اقوام جو ہندو نہیں پہلے ہندوؤں میں شامل کی جاویں اور چھوت اور وہم کے وسیلے سے یہ رسم پوری کی جاوے (۳) ان قوموں کے اُٹھانے کے لئے لڑکوں لڑکیوں مردوں اور عورتوں کے مدارس قائم کئے جاویں تاکہ یہ لوگ قومی اخلاقی روحانی اور جسمانی طور سے روشن کئے جاویں اور جہالت سے نکلیں (۴) کہ مندرجہ بالا کاموں کے انجام دینے کے لئے ملک میں جگہ بجگہ سوسائٹیں قائم کی جاویں جو اس کام کو انجام دیں۔

ترکستان کے علاقہ دیہات میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت نقصان ہوا۔

۲ جنوری کی رات سے امرتسر میں خوب برسات لگ رہی ہے بعض اوقات زور کا مینہ برسنے سے بازاروں میں ۶ انچ تک پانی چڑھ جاتا ہے۔ بارش کے دنوں میں ابر ہو جانے کے سبب سردی کی شدت میں کسی قدر تخفیف محسوس ہو رہی ہے۔

نمائش الہ آباد میں ہوائی جہاز کا تماشہ دلچسپ تھا کنور صاحب بنارس بھی ہمراہ اڑے۔

لاہور کوچہ ڈوگراں میں جس حجام نے چند ماہ ہوئے کہ اپنی ہمشیرہ کو قتل کیا تھا۔ اُس کو عدالت سشن جج سے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملی۔

خوشی کا مقام ہے کہ یورپ کے ایشیائی زباندان علماء کے اسلامی علوم و فنون کے شوق و شفقت کی وجہ سے مصر میں کئی درسگاہیں فرانس اور جرمن کی قائم ہیں اور اب اٹلی بھی مصر میں اسلامی علوم و فنون کے تین تین مدرسے جاری کرنا چاہتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ کورس (نصاب تعلیم) میں قرآن مجید جیسی بے نظیر کتاب بھی رکھی جاویگی۔ اس سے جو شوق اٹلی کے طلبہ پر پڑیگا وہ اظہر ہے جس سے ہم کو از حد مسرت ہے اور ہمسایہ اقوام میں فخر کرنیکا موقعہ ہے۔ بقول ایک اسلامی اخبار

بے تار کے برقی پیغام کا سلسلہ کلکتہ سے الہ آباد و دہلی شملہ تک بھی جاری کیا جاویگا۔

مفسدانہ جلسوں کی بندش کے قانون سے احاطہ بمبئی کا علاقہ مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ مبارک ہے۔

برف باری کے باعث کشمیر کی ڈاک میں سخت ہرج ہے۔ ٹانگہ ناممکن۔ ہرکاروں سے کام لینا پڑتا ہے۔

افغانستان میں بھی بہت برفباری ہوئی اسے جاڑوں کے امیر صاحب کابل سے جلال آباد نہیں آسکے۔

تار کی بہار

یہ خبر بڑے افسوس سے سنی گئی ہے کہ تار آمدہ ولایت سے خبر ملی ہو کہ مسٹر سنوکس صاحب کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے جس کی وجہ سے مسٹر سنوکس کی والدہ نے اُن کو بلایا ہے اور وہ چند ماہ کے لئے ولایت چلے جانے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

لسبن سے تار خبر آئی ہو کہ شاہ مینوئیل کو بحال کرنے کی تجویز فاش ہوگئی جس کے سبب سے کئی ایک مجرم پکڑے گئے۔

پیرس سے ڈیلی میل تار دیتا ہے کہ لسبن کا برٹش پرائم منسٹر چاہتا ہے کہ ایک جنگی جہاز وہاں بھیجا جاوے۔

فرانس کی ملکی مجالس ذوانس جاپان کے عہدنامہ بابت نشانات صرافیہ ٹینیڈو اور کپالی رائٹ کی منظوری دینے پر راضی ہوگئے۔

ایران نے برٹش نوٹس کا جو جواب دیا ہے اُس میں یقین دلایا ہے کہ جنوبی ایران کے صوبہ فارس میں ایک لائق گورنر جنرل مقرر کیا جاویگا اور بوشہر کی سڑک کا حفاظت کا انتظام صولت الدولہ کے سپرد کیا گیا جس نے ۵۰۰ جوان سڑک کی پٹرول کے لئے جمع کئے نیز ۵ سو جوان پیادہ معہ تین توپوں کے طہران سے قوم کو روانہ کئے گئے اور چندہ قرضہ کا معقول حصہ حفاظت پر خرچ ہوگا۔ پولیس میں شامل ملٹری کے یورپین افسر مقرر کئے جاوینگے۔ جنوبی تجارت کے درآمد پر ۱۰ روپیہ فیصدی محصول پڑیگا۔

پرٹیوریا کی کانوں سے دیسی مزدوروں میں سخت ہنگامہ ہوا کوہ اوسنا میں پھر آتش فشانی شروع ہوگئی۔

ہوس آف کامنز کے ممبروں کو ۵۰۰ پونڈ سالانہ تنخواہ ملے گی +

مشنری اور کلیسائی خبریں

ہمعصر پنجاب مشن نیوز قمطراز ہے کہ سالویشن آرمی والے ٹیالے میں ایک بڑا مشن بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اُنہوں نے ایک انگریزی ڈاکٹر صاحب کو وہاں بھیجا ہے تاکہ وہ اُس کا بندوبست کرے اس کی عمارتوں کے لئے ۳ لاکھ روپیہ کی ضرورت بتائی جاتی ہو۔ ٹیالہ میں سی ایم ایس کی طرف سے ایک ہاسپٹل قائم جو اچھی طرح سے چل رہا ہے۔ دیکھیں کہ نئی تجویز کس طرح سے پوری ہوتی ہے اور ایسے قصبے میں اتنے بڑے دو ہسپتالوں کی ضرورت پر بھی سوچنا چاہئے۔ کیونکہ ٹیالہ کوئی بہت بڑا شہر نہیں ہے جس میں ایسے بڑے دو ہسپتالوں کی ضرورت ہو۔

تار تھوتھیا کانفرنس کا سالانہ جلسہ جنوری کی ۳ تاریخ کو بمقام لکھنؤ منعقد ہوا اور مختلف قسم کی کارروائیاں انجام پائیں تین بشپ صاحبان اس کانفرنس میں برابر حاضر رہے یعنے بشپ ڈبلیو۔ ایف۔ مکڈوول صاحب اور بشپ ایف ڈبلیو وارن صاحب اور بشپ جے۔ ای۔ رابنسن صاحب اور کانفرنس بڑی بارونق تھی۔

کانفرنس مندرجہ بالا کی رپورٹ سے واضح ہوا کہ گذشتہ سال میں اس کے شرکا کا شمار ترقی پر رہا اس میں ۲۳۳ کی ترقی ہوئی اب اس کا کل شمار ۲۳۵۰۹ ہے۔ گذرے سال ۵۹۲ بپتسمے ہوئے۔ کل چندوں میں ۴۱ روپیہ کی ترقی ہوئی کل چندہ ۴۴۲۰ روپیہ وصول ہوا۔

افسوس کہ اس کانفرنس کی مالی حالت سال موجودہ کے لئے تسلی بخش نظر نہیں آتی اس کے سبب سے کچھ بشارتی کام بند کرنا پڑیگا۔ دو سالوں سے اس کے ولایت کے چندے میں کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اب کام میں تخفیف کرنی پڑیگی۔

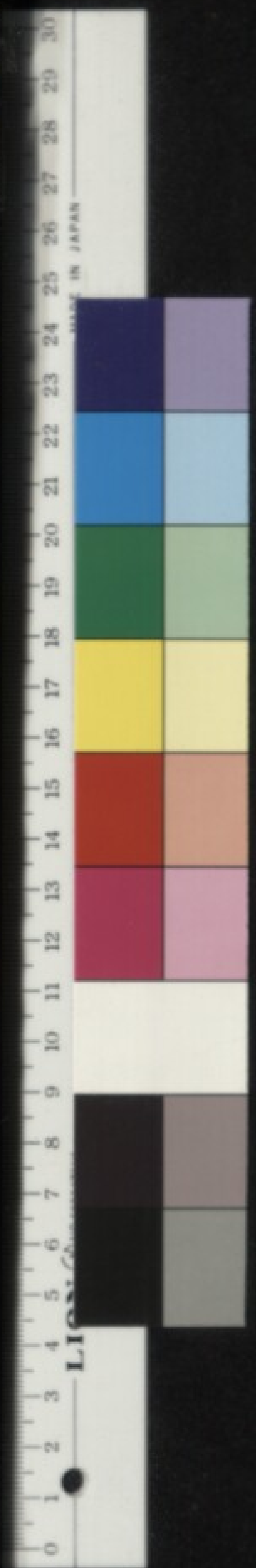
مس بیلاوتی سنگھ کی یادگاری کی عمارت کی نیو ڈالی گئی ہے جس کے لئے ولایت سے خاطر خواہ چندہ پہنچ گیا ہے۔

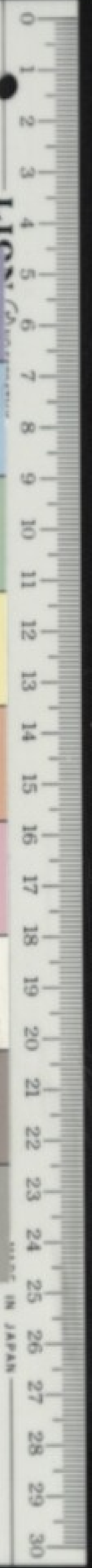
اس مشن کے متعلق پادری جے۔ ایچ سمور صاحب ایک بزرگ خادم ہیں جنکو اب اس ملک میں خدمت کرتے ہوئے ۵۰ سال ہوگئے ہم بھی صاحب موصوف کو اس مبارک خدمت کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔

لاہور کے رومن کیتھولک چرچ کو اُن کے بشپ صاحب نے کیتھیڈرل کے لئے ایک نہایت عمدہ اور قیمتی باجا دیا ہے جو کرسمس کے موقعہ پر استعمال کیا گیا۔ اور بشپ صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس کیتھیڈرل کے لئے ایک بہت عمدہ پلیپٹ بھی نذر کرینگے جس کو وہ ملک بلجیم میں بنوا رہے ہیں جو ایک سال کے عرصہ میں تیار ہوگی +

احمد نگر کی کرسمس کانونشن میں بشارتی کام کے لئے چندہ دیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو میز تک بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ نیز مرد اور عورت اس سالیانہ تقریب کے لئے مختلف چیزیں لاتے تھے۔ ایک عورت جو پانچ میل سے چلکر آئی تھی اُس نے میز کے پائے سے ایک بکرا باندھا اور اس کے ساتھ ہی میز پر ایک ٹوکری رکھی جس میں مرغیاں بند تھیں۔ ایک چھوٹی لڑکی کو اس کی ماں نے کہا تھا کہ اس موقعہ پر ہر شخص کو کچھ نہ کچھ دینا چاہئے اُس لڑکی کے پاس کچھ نہیں تھا مگر ایک موتیوں کی مالا تھی جس کو وہ بہت عزیز رکھتی تھی۔ اس موقعہ پر اُس نے وہی خدا کے کام کے لئے دیدی۔ انڈے۔ گنے۔ غلہ نارنگیاں۔ امرود۔ زیورات اور روپیہ پیسہ سے میز بھر گئی تھی اور اس طرح سے ۳۴۰ روپیہ چندہ ہوا۔

منگھیر کا ایک چٹھی رساں کلکتہ اور بمبئی سے ایک طالبعلم کے نام پارسل منگاتا اور اُس میں سے سامان نکالکر اور مٹی وغیرہ بھرکر اور مکتوب الیہ کی طرف سے انکاری لکھکر واپس کر دیتا تھا آخر کار اُس کا راز کھلگیا۔ اب چٹھی رساں گرفتار اور مقدمہ زیر تحقیقات ہے۔





فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

فضیلت المسیح

نمبر ۴

دنیا میں مجسم ہو کر المسیح نے وہ وہ کام کئے کہ جو کسی بشر سے ہونے ممکن نہیں تھے اگر مفصل بیان کیا جاوے تو یہ مضمون بہت طول کھینچیگا اس لئے بطور اختصار خاص خاص کاموں کا مختصر بیان کر دینا کافی ہوگا۔

کلام الٰہی جو اس المسیح کی زندگی کا مختصر پر نہایت دلکش بیان بذریعہ الہام دنیا پر ظاہر و آشکار کرتا ہے المسیح کے تمام کاموں کو اس کے خاص تین عہدوں میں تقسیم کر کے اس کے مطابق المسیح کی فضیلت کا اظہار کرتا ہے اور وہ تین عہدے یہ ہیں اوّل عہدہ نبی دوم عہدہ کاہن سوم عہدہ بادشاہ یہ تینوں عہدے ایسے ہیں کہ جن سے روحانی عالم کے تمام کام پورے ہوتے اور انجام پاتے اور اُن کے نتیجے سے بنی آدم کی نجات متصور ہے۔

اس دنیا میں مجسم ہو کر المسیح نے نبی کے عہدے کی خدمت کو بخوبی پورا کیا وہ سردار انبیا تھے وہ ابراہیم سے بزرگ بلکہ اُس کے گھرانے کے متبارک ہونے والے اور موسیٰ سے اعلیٰ اور داؤد کے خداوند تھے۔ سب نبی اُن کے دن دیکھنے کے محتاج تھے اور بڑے نبی یوحنا کا کیسا صاف اقرار ہے کہ وہ اپنے آپ کو اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہیں سمجھتا اگر المسیح کو سردار انبیا کہا جاوے تو کچھ مبالغہ نہیں کیونکہ وہ ضرور تھا ۔ بلکہ تمام نبی اُس کے خدمت گذار اور مُرسل تھے۔ اور سب اُس کی نسبت خبر دینے کے لئے بھیجے گئے تھے اور اس لئے سب نے اُس کی نسبت کم و بیش پیشینگوئیاں کیں جو اُن کے صحیفوں میں مندرج ہیں اس لئے اس کو سردار انبیا کہنا بالکل سچا اور درست ہے جو نبوت اور کلام المسیح نے فرمایا وہ حرف بحرف پورا ہو گیا اور پورا ہو رہا ہے اُس نے کیسا زور کے ساتھ اپنی باتوں کو منجانب باپ دنیا پر ظاہر کیا کہ اُن کی تصدیق کے لئے صاف صاف کلمات میں فرمایا کہ وہ سچی اور قابل یقین باتیں ہیں کہ آسمان اور زمین ٹل جاویں تو ٹل جاویں پر اس کی باتیں ہرگز نہ ٹلینگی ۔ اپنی نبوت کی باتوں پر وہ کس طرح مہر لگاتا ہے جو ہرگز ٹوٹ نہیں سکتی۔

فتح کا بھید

فتوحات دو قسم کی ہیں اوّل جسمانی دوم روحانی ۔ ہر دو قسم کی فتوحات ہر ایک انسان کی زندگی میں حاصل ہونی ضروری ہیں اور اگر انسان جسمانی باتوں کے لحاظ سے اپنے تمام دنیاوی کاروبار میں فتحیاب نہ ہوگا تو وہ ضرور ناکامیاب ہوگا اور اگر انسان اپنی نہایت ضروری اور جسمانی باتوں سے بڑھ چڑھ کر روحانی فتوحات میں فتحیاب نہ ہوگا تو وہ روحانی نعمتوں اور برکتوں سے محروم رہیگا ۔ اور روحانی کاموں میں ناکامیاب ہوگا اور یہ شکست اس کے لئے ایک بڑی بھاری شکست ہوگی ۔ انسان دنیاوی باتوں میں شکست کھاوے تو کھاوے پر اگر روحانی عالم میں وہ شکست کھا کر ناکامیاب نکلا تو اس سے اُس کی عاقبت کا بھاری نقصان ہوگا جس سے بڑھکر اور کوئی نقصان نہیں ہے ۔ دنیاوی فتوحات کا بھید کم و بیش ہر ایک انسان کو معلوم ہے اور ہر ایک شخص دنیاوی کاموں کی کامیابی کے لئے اپنے لئے وہ طریقے اختیار کرتا ہے جس سے اس کو کامیابی کی صورت نظر آتی ہے اور اس طرح سے لوگ اپنے اپنے ارادوں اور تجاویز کے مطابق کامیاب ہو کر دنیاوی آرام و آسائش اور دولت اور علم و عزت حاصل کر کے اپنے آپ کو کامیاب بناتے ہیں پر روحانی کامیابی کا خیال اکثروں کو بہت کم ہوتا ہے اور اس لئے اکثر ناکامیاب دکھلائی دیتے ہیں بلکہ بعض تو روحانی باتوں کی طرف سے ایسے بے پرواہ اور غافل ہو گئے ہیں کہ اُن کے خیال میں روحانی عالم کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا ایسے غافلوں کی حالت نہایت افسوسناک ہے کیونکہ وہ اپنی قیمتی اور بیش بہا روح کو برباد کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو روحانی برکتوں کے لحاظ سے ناکامیاب اور شکست کھانے والے بنا رہے ہیں۔

روحانی کامیابی کا بھید حضرت داؤد کو معلوم ہوا جسکو وہ ۲۰ زبور میں بخوبی ظاہر کرتا ہے وہ بھید خدا کا نام ہے جس کی نسبت وہ لکھتا ہے "کہ یہ گاڑیوں کو۔ وے گھوڑوں کو پر ہم خداوند اپنے خدا کا نام یاد کرینگے۔ وے خم ہوئے اور گر پڑے لیکن ہم اُٹھے اور سیدھے ہوئے ۔ زبور ۲۰ : ۸"

خدا کا نام اس فتحیابی کا بھید ہے اور وہ نام باپ بیٹے اور روح القدس میں انجیل مقدس میں ظاہر کیا گیا ہے جس کے وسیلے سے دنیا کو نجات اور تمام برکتیں کثرت سے ملی ہیں۔

ہمعصر اندر مطبوعہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں "مسیح" کے نام سے ایک نہایت عمدہ نوٹ درج کرتا ہے جس میں وہ مسیح کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک فقرہ لکھتا ہے جو مسیحیوں کو غیرت

دلانے والا ہے وہ فقرہ یہ ہے "آج کتنے عیسائی ہیں جن میں مسیح کی سپرٹ کام کر رہی ہے"۔ ہم ہمعصر کے اس فقرے کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کو اپنے لئے نہایت غور طلب سمجھ کر اس سوال کو اپنے بھائیوں مسیحیوں کے غور کے لئے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس پر سوچیں اور غیرت میں آویں کیونکہ جب ہم نے مسیح کا مبارک نام اپنے اوپر لیا ہے تو ضرور لازم ہے کہ ہم اپنے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کے نقش قدم پر بھی چلیں کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے کہ تم میرے حکموں پر عمل کرو تو تم میرے شاگرد ہوگے۔ اور پھر فرمایا کہ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اور یہ باتیں ہم مسیحیوں کے غور کے لائق ہیں۔ اگرچہ خدا کا کلام ہماری ہدایت کے لئے موجود ہے۔ مگر جبکہ یہ صدا کہ مسیح کی سپرٹ کسی غیر مسیحی کی طرف سے ہمارے کانوں میں آتی ہے تو ہماری نالائقی کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے دلوں کو قایل کرتی ہوئی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی کاش کہ ہم مسیحی مسیح کی سپرٹ سے بھرپور معمور ہو جاویں تاکہ دنیا کے لوگ ہمارے کاموں کو دیکھیں اور ہمارے آسمانی باپ کی تعریف کریں اور اب جبکہ وہ اس کے برعکس دیکھتے ہیں تو وہ اس کے پاک نام کی تکفیر کا باعث پاتے ہیں اور اس حالت میں ان کا ایسا کہنا بیجا نہیں ہے۔ بلکہ وہ سچ کہتے ہیں اور ہم کو موقعہ ملتا ہے کہ ہم اپنی حالت کو سدھاریں اور اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ ہمارا اثر ہمارے اردگرد کے غیر مسیحیوں پر کیسا پڑ رہا ہے

لیکن ایک بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہمعصر کا یہ خیال کل مسیحیوں کی نسبت درست نہیں ہے تمام مسیحیوں میں اس کی سپرٹ کا انکار تعصب کا اظہار ہے۔ اگرچہ کاملیت کے لحاظ سے وہ اس درجے تک نہیں پہونچے لیکن تاہم روح القدس کی پاک تاثیر سے وہ موثر ہو کر اس سپرٹ کو حاصل کرتے جاتے ہیں" کتنوں" کا جواب ہم نہیں دے سکتے اس کو صرف خدا جانتا ہے مگر سچائی سے اگر مطلب ہے تو ہم اتفاق کر سکتے ہیں لیکن بالکل انکار کی صورت سے ہمارا اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ ضرور خدا کی پاک روح مسیحیوں میں کام کر رہی ہے جس کا اقرار خود ایڈیٹر صاحب ہمعصر اس جگہ نہیں ہیں اور اپنی دیگر تحریرات میں کر چکے ہیں۔ مگر تاہم ہم اس کو سچائی سے مان لیتے ہیں کہ تمام مسیحیوں پر فرض ہے کہ وہ فرداً فرداً مسیحی سپرٹ سے بھرپور معمور ہو کر اپنے خداوند کا جلال ظاہر کریں۔ کیونکہ ان کے حق میں خدا کی یہی مرضی ہے تاکہ اس سے باپ کا جلال ظاہر ہو۔

ہمعصر آریہ پترکا مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں لکھتا ہے کہ الہ آباد میں نمائش کے مقام پر کانگریس کے اجلاس کے نیچے میں ایک درجن سے زیادہ دیگر قسم کی کانفرنسوں کے اجلاس بھی ہوتے رہے جن میں سے خاص خاص یہ ہیں۔ آمدین نیشنل کانفرنس۔ تھیوسفیکل کانفرنس۔ انڈسٹریل کانفرنس۔ یونی فارم سکرپٹ کانفرنس۔ شدھی کانفرنس۔ کشتری کانفرنس ویش کانفرنس۔ کائستھ کانفرنس۔ بھرگوہ کانفرنس اور جین کانفرنس وغیرہ وغیرہ اور کہ ان تمام کانفرنسوں میں ہندوستان کے تمام شہروں سے بیشمار لوگ اس موقعہ پر جمع ہوئے تھے اور آریہ سماج نے اپنا پرچار کا کام بھی کیا اور بہت سے عمدہ لیکچر بھی مشہور عالم و فاضل صاحبان کی طرف سے دیئے گئے۔ مگر ایڈیٹر آریہ پترکا ان لیکچروں کو پرچار کے متعلق کافی نہیں سمجھتے اور اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ یہ لیکچر صرف سماجیوں نے سنے لیکن پرچار کا یہ مطلب ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو جو دور دور سے اس موقعہ پر آتے تھے ویدک تعلیم سنائی جاتی اور یہ فرض ادا نہیں ہوا۔ نمائش اور ان تمام جلسوں کی رونق بڑی اعلی بتائی جاتی ہے۔ الہ آباد آجکل گویا لنڈن ہو رہا ہے۔

آب حیات

مذہبی اصطلاح میں آب حیات کے معنے انسان کی روحانی تشنگی کے بجھانے والی گراں بہا شے کی طرف اشارہ ہے جس طرح سے پانی کی ہمارے جسم کے لئے اشد ضرورت ہے اگر یہ پانی نہ ہو تو ہماری زندگی قائم رہنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اسی طرح سے اس نعمت غیر مترقبہ جو روحانی عالم میں انسان کی روحانی زندگی کو قائم و برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہو مراد ہے اور وہ نعمت عجیب اور اعلی ہے جسکے بغیر روحانی حاجتیں رفع نہیں ہو سکتیں یہ کوئی رسمی اور خیالی بات نہیں بلکہ یہ حقیقی اور اصلی برکت ہے جسکا وجود ہے اور جو ایماندار کا حق ہے جسکے حاصل کرنے سے اسکو ہر قسم کی تازگی اور خوشی اور تمام روحانی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جسکے بغیر وہ مردہ ہے اور آخر کار ہلاکت کے گڑھے میں جا گریگا۔ اس آب حیات کی ضرورت ہر ایک فرد بشر کو ہے اب سوال غور طلب یہ پیش آتا ہے کہ یہ آب حیات کس کے پاس ہے اور کس طرح سے مل سکتا ہے انجیل مقدس میں اس بیش قیمت اور بڑی برکت کا ذکر بہت مقامات میں ملتا ہے جسکو ہم ناظرین نور افشاں کی خاطر اخبار کے آئندہ کالموں میں کلام مقدس میں سے مقامات پیش کر کے واضح اور روشن کرینگے امید ہے کہ اس کا نتیجہ ضرور فائدہ بخش ہوگا۔

پرانی کہانی

وہ پرانی کہانی ہمارے خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا عجیب قصہ ہے جسکو واقعہ ہوئے ۱۹ سو برس پورے ہو چکے ہیں پر وہ کہانی ہمیشہ نئی ہے کیونکہ نجات کی ضرورت ہر ایک بشر کو ہے ہر ایک شخص کو مسیح کی ضرورت ہے اس لئے کہ اسکے وسیلے سے انسان کی نجات ہے جتنے لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں اور جبتک پیدا ہوتے رہینگے ان سب کے لئے فرداً فرداً ہر ایک جان کو مسیح کی ضرورت ہے اور اسلئے وہ ہر ایک شخص کے لئے ہر وقت نئی کہانی ہے انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ کوئی دوسرا نام یسوع کے مقدس نام کے سوائے بخشا نہیں گیا ہے جسکے سبب سے لوگ نجات پاویں صرف یہی ایک نام یسوع نجات دینے کے لئے مقرر ہوا ہے جسکے نام کے معنے ہی نجات دینے والا ہے۔ پس جب ہر ایک شخص کو اسکی ضرورت ہے تو کیونکر یہ نام پرانا ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح آج اور کل اور ابد تک یکساں ہے۔

ہم کو یقین ہے کہ جس طرح سے جسمانی روٹی کھا کر ہمارے جسم طاقت



ریویو ۱۹۱۰ء

۱۹۱۰ء کے ہونے ہوئے واقعات کا ریویو لکھتے وقت ہم میں بہت کم خوش گوار واقعات پائے جاوینگے۔ ہمارے خیال میں تو اریخ کے اوراق میں یہ سال واقعات کے لحاظ سے ایک منحوس سال کہلانیکے قابل ہوگا جسکی یاد دیرتک بھول نہ سکیگی

اول:۔ اس سال کی سخت اندوہگیں یادگار جس نے تمام ملک میں اچانک میں تمام خوشیوں کو کافور کردیا اور تمام ملکوں کو غم اور رنج سے بھردیا شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات حسرت آیات تھی جس نے خاصکر ہندوستان اور عموماً تمام عالم کو رنج و قلق سے بھر دیا تھا۔

دوئم:۔ پرتگال کا انقلاب بھی اس سال کا واقعہ ہے جس میں شاہ پرتگال معزول ہوا۔ اور سلطنت جمہوری قایم ہوئی

سوئم:۔ ایران کی دستوری گورنمنٹ کی ابتری بھی اس سال کا واقعہ ہے۔ جس میں کوریا جاپان کیساتھ شامل ہوا

چہارم:۔ ریفارم سکیم جس کا عملدرآمد ہمارے ملک میں ہوا ہی یہ بھی اسی سال کا واقعہ ہے۔

پنجم:۔ شکر کا مقام ہے کہ اس سال میں انارکسٹوں کی شورش کا خاتمہ ہوا اور جلاوطن بھی واپس گھروں میں آگئے۔

ششم۔ شاہ جارج پنجم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی جگہ تخت نشیں ہوئے۔

ہفتم:۔ لارڈ منٹو کی سلطنت ویسرائیلٹی کا خاتمہ ہوا اور لارڈ ہارڈنگ کا زمانہ آگیا۔

ہشتم:۔ پریس ایکٹ کا عمل اور بہت سے مالکان اور ایڈیٹران پر قانونی عتاب اس سال کے واقعات ہیں۔

نہم:۔ ہندو مسلمانوں کا غمناک جھگڑا بھی اس سال کا واقعہ ہے۔

دہم:۔ لارڈ مارلے کا وزارت ہند سے مستعفی ہونا کچھ کم قابل یاد واقعہ نہیں ہے۔

یہ تمام واقعات اس ۱۹۱۰ء کے دیر تک یاد رہینگے کیونکہ ہر صورت سے قابل یاد ہیں۔

دینی سوال وجواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ حضرت نبی کریم نے جو ایلچی کسرٰے ایران کے پاس خط دیکر بھیجا تھا اُس کا نام عبداللہ بن خذیفہ تھا۔

اقول:۔ دیکھئے اشاعت اسلام کا شروع کس طرح پر ہوا۔ عرب کی تواریخ صاف بتارہی ہو کہ شروع شروع میں از حد بیکسی لاچاری اور کمزوری تھی لیکن بتدریج زور اور طاقت پکڑتے رہتے اور لوٹ کھسوٹ کرتے کرتے اسلام کے اس چھوٹے سے فرقہ کو اب اتنا حوصلہ اور ہمت حاصل ہوگئی کہ اب بے دریغ حاکموں کی طرف کھلم کھلا دعوت اسلام ہونے لگی۔ یا تو بانی اسلام خود ہجرت کے ضروری خیال سے عاجز نظر آتے ہیں یا کہ اب دوسروں کو عاجز بنانیکا سامان کر رہے ہیں۔ معاملہ بڑھتے بڑھتے یہ نوبت آجاتی ہو۔ پر اس کے لئے کچھ زمانہ درکار تھا اور تب تک اُس کی انتظاری لگیگئی۔ جس صبر اور برداشت کا نتیجہ اب یہ نکلا کہ طاقت پیدا ہوگئی اور اب حاکموں کی طرف پیغام بھیجنے شروع ہوگئے۔ کیونکہ جب راستہ عرب کی رعیت کی طرف سے صاف ہوگیا اور کوئی بڑی روک نہ رہی اور عرب کی قومیں قابو میں آگئیں اُن کو شکست پر شکست ہوگئی تو اب احاطہ اسلام فراخ کرنے کی سوجھ پڑی اور دائرہ سلطنت کے وسیع کرنیکا خیال پیدا ہوگیا۔ اور بادشاہوں کو بھی زیر اسلام لانیکا خیال پیدا ہوا پہلے چھوٹے چھوٹے معرکوں میں آنحضرت خود جانے پر مجبور ہوئے تھے پر اب زور اور اقتدار یہاں تک بڑھ گیا کہ ایلچیوں کے وسیلے سے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی اور اب اسلام کے اقبال کا زمانہ عروج پر ہونے لگا

قولہ:۔ ولیم میور سے یہ کس طرح امید ہوسکتی ہے کہ وہ اس عظیم الشان معجزے کا اقرار کرتا۔

اقول۔ جو معجزہ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ بادشاہ قتل ہوا اور اُس کی خبر حضرت کو دی گئی وغیرہ اور وہ اس لئے ہوا کہ اُس نے آنحضرت کو سخت جواب دیا تھا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں جن سے معجزہ نکالا جاتا ہو کس طرح سے ہوسکتا تھا کہ میور صاحب ناحق بات کا اقرار کریں جس حال میں کہ حضرت کے ایک معجزہ کا ذکر اُن کی زندگی میں قرآن میں نہیں آیا بلکہ وہاں صاف انکار ہے۔ اب اُس کے پیرو ناحق کے معجزے کا دعویٰ کریں یہ سب بے ثبوت باتیں ہیں

قولہ۔ کیا گورنر یمن اور اس کے رفقا کے مسلمان ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے پورا ہونے سے اُن کے دلوں کو تسخیر کیا؟

اقول:۔ اس کا ثبوت ان کے مسلمان ہونے سے کیونکر ہوسکتا ہے؟ عرب کے اور اس کے قرب وجوار کے لوگ اب مسلمان ہورہے تھے اور چونکہ اس فرقے کا زور اور طاقت بڑھتی جاتی تھی غالباً ان فوائد کے لئے وہ مسلمان ہوئے ہوں۔ کوئی دینی غرض نہیں بلکہ کوئی پولیٹیکل معاملہ پیش نظر تھا۔

قولہ۔ مقوقس شاہ مصر کی طرف جو شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا گیا تھا اُس کا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا۔

اقول۔ اب دیکھئے بعد دیگرے بادشاہوں کی طرف خط جانے لگے اور ایلچی پر ایلچی مقرر ہونے لگے گویا اسلام کے حکم نامے جاری ہونے لگے کہ وہ اسلام قبول کریں ورنہ نقصان اُٹھاوینگے۔ یہ باتیں اقتدار اور حکومت کیساتھ تعلق رکھتی ہیں اگر محض دینی رنگ میں ہوتیں تو چنداں قابل اعتراض نہ تھیں۔ مگر یہاں تو شاہانہ طریق پر ایلچی وغیرہ کے ذریعہ سے پولاٹیکل کاروائی کی طرح عمل کیا جاتا ہے۔

باقی آئندہ

آنجہانی قیصر ایڈورڈ ہفتم کے یادگاری فنڈ میں اب کا چندہ ۷،۵۵۴۵۹ روپیہ تک پہونچا۔

اقتباس

تفکرات انسانی

اکثر انسان خدا کے فضل کی نعمتوں کو جیسا کہ چاہئے نہیں لیتے وہ اگرچہ خدا پر ایمان لاتے پر کامل طور سے اپنی تمام فکریں اُس پر نہیں ڈالتے بلکہ اپنی فکروں کا بوجھ اپنے ہی دل پر جیسوں کا تیوں رکھتے رہتے ہیں۔ حالانکہ خدا کہتا ہے کہ "تمام اپنی فکریں مجھ پر ڈال دو کیونکہ مجھ کو تمہارا فکر ہے"۔ ایسے لوگ اُس آدمی کی مانند ہیں جو کرایہ تو کسی مہربان سے حاصل کرکے اگرچہ خود ناوار ہے نے لیتا اور ریل گاڑی پر بیٹھ جاتا ہے لیکن وہ اپنے بھاری اسباب کو جس کے سبب سے وہ تھکا ہوا ہے اپنے ہی کاندھے پر لادے رہتا ہو۔ جو چاہئے تھا کہ وہ اُتار کر نیچے رکھ دیتا اور آرام سے منزل مقصود پر پہنچ جاتا اسی طرح سے وہ جو آسمانی سفر کے لئے ٹکٹ حاصل کر لیتے اور ایمان لے آتے مگر اپنی فکروں کی گٹھری اپنے ہی کاندھے پر رکھے رہتے جس سے انکو کچھ آرام حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اُن کی اپنی بے وقوفی ہے وہ فضل کی برکتوں کو خود حاصل کرنا نہیں چاہتے اور ناحق بے آرام کے بے آرام رہتے ہیں۔

دنیاوی فکریں ایک دفعہ چھوٹے لڑکوں کی ایک جماعت ایک پرندے کو پکڑے ہوئے اُس کے پروں میں رسی باندھ کر اُس کو اُڑا رہی تھی وہ اُڑتا تھا لیکن جب وہ کے رسی کو جو کسی قدر لمبی تھی پھر کھینچ لیتے تھے تو وہ پرندہ فوراً زمین پر آگرتا تھا۔ ٹھیک یہی حال ایماندار کا اکثر ہوتا ہے کہ وہ خدا کا فضل پاکر روحانی بالوں میں خدا کی طرف ترقی کرنا چاہتا ہے مگر دنیاوی تفکرات اُسکو پھر نیچے کھینچ لاتے اور پست کر دیتے ہیں۔

گاٹ مولڈ

مراسلات

ارکان ستہ

پھر سورہ عمران آیت منقولہ بالا میں انبیا اور ان کی کتابوں کے بیچ نقصان دیئے گئے ہیں البتہ اس آیت میں اسمٰعیل کا نام زائد ہے پر ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسمٰعیل کو کوئی کتاب نہیں ملی اور انجیل جو یسوع کا نبی بنایا گیا ہے لہٰذا یہیں سے بیکار کرنا فضول ہو بلکہ انبیاء اور انکی کتابیں ایمان و عمل کا قانون مقرر کی گئی ہیں لہٰذا قرآن عربی کے محکمات میں صاف طریق نجات ہے کہ اہل القرآن بائبل اور اُسکے انبیاء اور اُسکے خدا پر ایمان لائیں اور بائبل کی فرمانبرداری کریں۔

یہ امر بھی پوشیدہ نہ رہے کہ بائبل اور انبیاء سے مراد سچی معانی کی بائبل اور انبیاء ہیں نہ یہودی قوم کے مفہوم کی بائبل۔ کیونکہ مصنف قرآن نے قوم یہود کو ابن مریم کی نافرمانی کے جرم میں ہمیشہ کے لئے گمراہ اور ملعون ٹھہرا کر ان کی کلام فہمی کی بطالت کو ظاہر فرما دیا ہے۔ اس لئے بائبل اور انبیاء اور ائمہ سے مسیحی معانی کے ہیں اور قرآن کی آیات منقولہ بالا کا مطلب عین مسیحی عقیدے کا خلاصہ ہے لہٰذا جو بائبل گنہگاروں کے ایمان و عمل کا قانون مقرر کی جاتی ہے وہ مسیحی عقیدے کی بائبل ہے۔

قرآن عربی محض بھی ایمان و عمل کا قانون نہیں مقرر کیا گیا۔ درحالیکہ ابتداء سے محمدی قوم اسی کے متشابہات کی عامل چلی آئی ہے اب اگر اہل یہود جو تمام پرانے عہد کے معتقد ہیں۔ انجیل اور ابن مریم کی نافرمانی کی وجہ سے قرآن عربی نے ملعون اور کافر ٹھہرا دیئے تو قرآن عربی کے متشابہات کے عامل کون سے جنت کے حصول کے منتظر ہیں؟ محمدی قوم تو قرآن عربی کے محکمات کی فرمانبرداری سے ہزاروں میل دور پڑی ہے اور بائبل کے ایمان و عمل سے تو اس قوم کو ابتداء سے قلبی عداوت چلی آئی ہے۔ پس اہل القرآن اگر بفرض محال قرآن عربی کے ہی عامل مان لئے جائیں تو بھی وہ جنت کے وارث نہیں ٹھہر سکتے ہیں کیونکہ یہ بعض کتاب کو ماننا اور بعض سے کفر کرنا ہے اور کفار کے جہنم رسید ہوگی مقرر ہے پس قرآن عربی کے محکمات کی تعلیم کا حاصل یہ ہو کہ ہر ایک گمراہ اور گنہگار اگر نجات کا وارث ہونا چاہتا ہے تو بائبل اور بائبل کے خدا اور بائبل کے انبیاء پر ایمان لائے اور اُس پر عمل کرے اور اپنے کفر و انکار سے باز آئے تو یہ ایک ذریعہ نجات ہے جس کے خلاف کفر و ہلاکت ہے۔

دوئم۔ دین اسلام کی متابعت اور بائبل کے خدا کی عبادت

مضمون ہذا پہلی بات کی دوسری صورت ہے اور اگر فرق ہو تو صرف اس قدر ہو کہ پہلی بات میں کتاب اللہ اور انبیاء پر دل سے ایمان لایا جاتا ہے جس کی حقیقت دوسروں پر پوشیدہ رہتی ہو اور دین اسلام کی متابعت میں جو حقیقت پیشتر دل سے قبول کی گئی تھی طریق اسلام میں ظاہر ہو جاتی ہے جس کے حق و ناحق کو دوسرے لوگ پہچان سکتے ہیں پس بائبل اور انبیاء اور اللہ پر ایمان لانا دلی اور اندرونی بات ہے مگر ظاہر میں اظہار ایمان کرنا یا ارکان ایمان پر عامل ہونا ظاہری بات ہو جسے دین اسلام کہا گیا ہے اس لئے ممکن ہو کہ کوئی شخص دل میں بعض ارکان ایمان پر ایمان رکھے پر دین اسلام کا مطیع نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہو کہ کوئی شخص ظاہر میں کسی دین کا معتقد آپ کو ظاہر کرے مگر دل میں ارکان ایمان نہ رکھتا ہو لہٰذا ضروری امر یہ ہے کہ ہر ایک شخص دل میں ارکان ایمان کا پکا معتقد ہو اور ظاہر میں ارکان ایمان کا عامل و فرمانبردار ہو دے پس جس حال کہ اہل القرآن کے ارکان ایمان کا اعلیٰ جزو بائبل اور بائبل کے انبیاء وغیرہ ہوا تو اسی رکن یا انہیں ارکان ایمان کی ظاہر میں فرمانبرداری کا نام دین اسلام ہوا۔

باقی آئندہ



کندو

جب منی نے دیکھا کہ یہ بات بالکل سچ ہے تو لگا اپنے اوپر ملامت کرنے کہ دھتکار ہو مجھ پر دھتکار ہو۔ میری تپسیا تو بھنگ ہو گئی۔ دینداروں اور عالموں کا خزانہ تو مجھ سے چرا لیا گیا میری تمیز اندھی ہو گئی۔ یہ عورت مجھے کسی شخص نے گمراہ کرنے کے لئے بنائی ہے۔ بیچارے اُن لوگوں کی بیوقوفی سے پرے ہے جو گردش کی لہروں سے جوش میں آ جاتے ہیں۔ میں نے اپنے جوشوں کو قابو میں کر لیا تھا اور علم گیان حاصل کرنے ہی کو تھا جس شخص نے اس رنگی کو یہاں بھیجا تھا اُس نے اس کو پہلے ہی سے جان لیا تھا۔ دھتکار ہو ان جوشوں پر جنہوں نے میری تپسیا بھنگ کر دی۔ تمام تپسیائیں جن سے ویدوں کی دانائی حاصل ہوتی ہے وہ جوشوں سے جہنم کی طرف لے جاتے ہیں زائل ہو گئی ہے۔ یہ کہکر کندو رشی اُس پری کی طرف متوجہ ہوا جو پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اور اس سے کہا ”اے دھوکے باز لڑکی جہاں جانا چاہتی ہے چلی جا تو نے اُس منصب کو پورا کر دیا جو تیرے لئے دیوتاؤں کے راجہ نے مقرر کیا تھا کہ تو اپنے لبھانیوالی نازو اداؤں سے میری تپسیا بھنگ کر دی۔ میں اپنے غصہ کی آگ سے تجھ کو خاک نہ کرونگا۔ دھرم آتماؤں کی دوستی کے لئے سات قدم کافی ہیں۔ مگر تو اور میں تو ساتھ رہے ہیں اور سچ پوچھے تو قصور ہی کیا ہوا؟ میں تجھ سے خفا کیوں ہوؤں؟ گناہ تو سراسر میرا ہے میں اپنے جوشوں کو قابو میں نہیں رکھا۔ تس پر بھی دھتکار ہے تجھ پر جس نے اندر کی مہربانی حاصل کرنیکی خاطر میری تپسیا کو بھنگ کر دیا اے شریر پایا کی تپلی“۔ باقی آئیندہ

ڈیرہ غازیخاں کی تباہ شدہ باشندوں کی امداد کے چندے میں امرتسر نے بھی ۳۰۰۰ روپیہ بھیجا ہے۔

پنجاب میں سرکاری نوآبادی کے مالکانہ کی اُجرت سے قریب پونے ۵۳ لاکھ روپیہ وصول ہوگا۔

مسیحی شاعری

میں اکثر اس بات پر غور کیا کرتا تھا کہ مسیحی صاحبان بھی اچھے شاعر بنانے چاہئیں تاکہ ہندوستان کی تمام قومیں زبان کے لحاظ سے متحد ہو جائیں۔ فی زمانہ کوئی مسیحی ایسا نہیں ہے جسے ہم اُردو شاعری میں اُستاد تو درکنار اچھا شاعر کہہ سکیں نور افشاں کا ایک پرچہ مطبوعہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء میری نظر سے گذرا جس میں ایک مضمون بعنوان ”مجموعۂ غزلیات پریمادک“ میرے ہموطن جناب شاکر کا طبع ہوا ہے اُسے پڑھکر مجھے حد سے زیادہ مسرت ہوئی کہ آخر کسیکی توجہ اس طرف مبذول تو ہوئی حضرت شاکر کو میں عرصہ سے دجب سے کہ وہ تحفہ سرحد ہنوں کے ایڈیٹر تھے) جانتا ہوں اگر ان کا کلام بھی دیکھا ہے۔ اگر متروکات وغیرہ خاص لوازمات شاعری کو نظر انداز کر دیں تو اس میں شک نہیں کہ وہ بہت اچھا کہتے اور واقعی قابل قدر پُراثر و بامعنے اشعار لکھتے ہیں۔ شاکر صاحب میرے ہموطن بھی ہیں۔ اور بلحاظ اخبار نویسی و شاعری ہمعصر بھی صرف مذہبی اعتقاد میں فرق ہے یعنی وہ عیسائی ہیں اور یہ راسخ الاعتقاد ہندو۔ دسناتن دھرمی) لیکن یہ ایسی بات ہے جو علمی حیثیت سے چنداں معنے خیز نہیں۔

شاکر صاحب کے علاوہ ایک اور صاحب سے بھی میں واقف ہوں جو عیسائی ہیں اور فن سخن میں اعلیٰ پایہ رکھتے ہیں یہ صاحب آجکل اجمیر میں مقیم ہیں اور ڈاکٹر ڈی ریل نام نامی ہے۔ وکٹوریہ ہاسپٹل میں سب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ اور لطیف تخلص فرماتے ہیں۔ فارسی میں بہت اچھی استعداد و مہارت رکھتے ہیں اور درحقیقت ایک باخبر شاعر ہیں میرے خیال میں اگر شاکر و لطیف صاحبان باہم ملکر مسیحی شاعری میں اصلاح کرنے کے لئے کچھ سعی بلیغ عمل میں لائیں اور نہ صرف نور افشاں و تجلی و ترقی کے ایڈیٹر بلکہ تمام جماعت انہیں تہ دل سے ہر قسم کی امداد دے تو یقیناً مسیحی شاعری بھی اس قابل ہو جائے کہ قدردان نگاہوں میں اعزاز سے دیکھیں پنجاب بائیبل سوسائٹی لاہور کو اس جانب اپنی توجہ منعطف کرنی چاہئے۔ سب سے اول ضروری بات یہ ہے کہ مسیحی شعرا کے اشعار ان ہر دو حضرات کی اصلاح کے بعد پبلک میں اشاعت پایا کریں اور اپنی غلطیوں سے وہ آگاہ ہوتے رہیں۔ تاکہ آئیندہ اسقام و اغلاط سے بچنے کی کوششیں کریں جناب شاکر نے جس قدر نام پیش کئے ہیں۔ میں اُن میں سے سوائے پادری احمد شاہ صاحب شائق کے کسی سے واقف نہیں اور اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ اس کام کے واقعی اہل ہیں یا نہیں البتہ منشی منشور خانصاحب ساغر اکبرآبادی کو جانتا ہوں بلکہ وہ میرے بڑے مہربان ہیں۔

اُمید ہے کہ اس بارہ میں نہ صرف ناظرین اخبار نہ بلکہ دیگر مسیحی اخبارات بھی اپنی رائے کا اظہار کرینگے جس نمبر میں کوئی صاحب کچھ لکھیں کم از کم اس کا ایک پرچہ میرے پاس بہ پتہ ذیل ضرور بھیج دیں۔ میں اپنی بساط کے مطابق ہر قسم کی امداد دینے کا حتمی وعدہ کرتا ہوں (للتا پرشاد شاد میرٹھی اناجمیر)

نور افشاں:۔ ہم بہت مشکور ہونگے۔ کیونکہ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ فن شاعری میں زیادہ ترقی ہو اور مسیحی شاعر بغیر سہو اور غلطیوں کے مفید اور پُرمعنے مضامین نور افشاں کے ہر نمبر میں شایع کرنے کے لئے بھیجا کریں۔ ایڈیٹر۔

انتقال پرملال

ناظرین نور افشاں کو معلوم ہووے کہ بتاریخ ۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو صبح کے وقت ہمارے بزرگ جناب پادری ایس مارٹین صاحب ڈی ڈی۔ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ۱۰ے یوپی مشن پسرور ضلع سیالکوٹ شہر سیالکوٹ میں اس جہان فانی سے کوچ کر کے وطن آسمانی میں جا بسے ہیں۔ کیونکہ یہاں واسطے معالجہ کے تشریف لائے تھے۔ جو کہ مشن کی سالانہ میٹنگ میں

خانقاہ ڈوگران ضلع گوجرانوالہ کے مشن سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے تھے اور مجھے تو یہی اُمید ہے کہ اُس علاقے کے تمام لوگ [illegible] ہو گئے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس علاقہ میں خداوند کی خدمت کے لئے تشریف لا رہے ہیں لیکن خدائے تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ بزرگ جس نے ۴۳ سال پنجاب میں نہایت محنت و مشقت کے ساتھ خداوند یسوع مسیح کی خدمت کی ہے اور کلیسیا کے روحانی و جسمانی تفکرات کے بوجھ بڑی جانفشانی کے ساتھ اُٹھائے رکھے ہیں۔ اب ان تکالیف سے خلاصی پاکر ابدی آرام سے داخل ہو کر راستبازی کا تاج حاصل کریں جو کہ نجات دہندہ نے اپنے ایسے خدمت گذاروں کے واسطے آسمان پر رکھا ہے۔ صاحب موصوف فقط کوئی ڈیڑھ ہفتہ بیمار رہے ہونگے۔ یہ بات مشہور ہے کہ یہ بزرگ جبکہ زندہ ہی تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ میری یہ خواہش ہے کہ میری قبر ہندوستان ہی میں ہووے اور سیالکوٹ مشن قبرستان میں اپنی قبر کی جگہ آپ نے اپنی مرحوم میم صاحب کی قبر کے پاس ہی رکھی ہوئی تھی۔ جہاں کہ آپ مدفون ہوئے۔ جس وقت فوت ہوئے اُسی وقت تاریں مختلف اسٹیشنوں پر مشنری صاحبان کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں اور قریباً تمام صاحبان نے زیارت دیکھا نہ دن۔ گویا کہ جس وقت کسی کو خبر ملی اُسی وقت سیالکوٹ پہونچنے کا بندوبست کیا۔ اگرچہ یہ سبت کی طیاری اور کرسمس کی خوشیاں منانیکا وقت تھا۔

پس موصوف ۲۲ دسمبر ۱۹۱۰ء بوقت ۲ بجے۔ جی۔ بی۔ ایس سیالکوٹ کے ہال میں بہ رنگ ایک عمدہ صندوق میں لیٹے تھے جو کہ اندر و باہر قسم قسم کے پھولوں اور خوشبودار چیزوں سے بھرا تھا۔ اُن کا صندوق منبر کے پاس رکھا تھا۔ صندوق کے اندر نظر ڈالنے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ مرد خدا حقیقتاً آرام کر رہے ہیں۔ اور ویسا ہی خوشنما چہرہ نظر آتا تھا۔ آخر بصدارت پادری۔ ٹی۔ ایل۔ سکاٹ صاحب ڈی۔ ڈی جنازہ کے لئے عبادت شروع ہوئی۔ ہال ہر طبقہ دیسی اور ولائتی عورت و مرد سے بھرا تھا کہ ہال کے بغلی کمروں اور باہر کے برآمدوں میں بھی سمائی نہ تھی۔ اگر اُن کی مبارک موت کی خبر ہر جگہ پہونچ سکتی تو اُمید تھی سارے احاطہ میں سمائی نہ ہوتی کیونکہ قریباً تمام یو۔ پی۔ مشن کے مشنری اور بعض اور مشنوں کے مشنری صاحبان اور شہر کی تمام کلیسیا اور جی۔ بی۔ ایس کی لڑکیاں اور سی۔ ٹی۔ آئی کے لڑکے اور سٹیوارٹ میموریل سیمنری کے سٹوڈنٹس بمعہ عیال و اطفال اور اُن سب کے علاوہ بہت سے ہندو مسلمان لوگ بھی جمع تھے۔ جو کہ ڈاکٹر صاحب کے بخوبی واقف تھے۔ وہ نہ صرف مسیحی کلیسیا کے اندر ہی اُن کے لئے غم کرتے۔ بلکہ شہر کے بازار اور گلی کوچوں میں غیر مسیحیوں کے درمیان اس بزرگ کی وفات کا پرچا پھیلا ہوا تھا کہ آج عیسائیوں کا بڑا صاحب فوت ہو گیا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی خدمت کا بہت سا حصہ اسی شہر اور اسی ضلع میں صرف کیا ہے۔ درحقیقت وہ نہ صرف قد و قامت میں بڑے صاحب تھے۔ بلکہ محبت اور فیض رسانی اور بزرگی میں بھی بڑے صاحب ہی تھے۔ اس عبادت میں مندرجہ ذیل خادم الدین نے بھی حصہ لیا تھا۔

ڈاکٹر رابرٹ سٹوارٹ۔ ڈاکٹر ینگسن۔ پادری نثار علی۔ پادری برکت مسیح۔ پروفیسر لیسول۔ ڈاکٹر کوئین۔ ڈاکٹر جیمیسن۔ ڈاکٹر گریسولڈ صاحبان۔ ان میں سے بعض صاحبان نے اس بزرگ کی زندگی کا مختصر اور موثر ذکر کیا اور بعض نے کلام خدا کی مختلف آیات ذکر کر کے عزیزوں کو تسلی بخشی اور اصلی وطن کی طرف جانے کے لئے بہت سی نصیحتوں کی معرفت طیاری کے لئے ترغیب دی چونکہ اس عبادت میں دیسی اور ولائتی صاحبان ملے جلے تھے۔ اس واسطے عبادت کا کچھ حصہ انگریزی میں اور کچھ ہندوستانی میں ہوا تاکہ دونوں احباب فائدہ اُٹھاویں۔

عبادت کے خاتمہ کے بعد بھی لوگوں کو اس مرد خدا کے دیدار کا موقع دیا گیا اور سب نے بڑی خوشی کیساتھ جمال حاصل کیا بعد ازاں جوان مشنریوں اور سیمنری کے جوانوں نے ملکے اس مبارک صندوق کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور صندوق کے آگے آگے دو بزرگ سفید ریش سیمنری کے پروفیسر یعنی بزرگ پادری رابرٹ اسٹوارٹ صاحب ڈی۔ ڈی۔ اور جناب پادری ٹی ایل سکاٹ صاحب ڈی۔ ڈی۔ ٹوپی اُتارے ہوئے اور باقی تمام لوگ درستی کے ساتھ صندوق کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ اس وقت اس موقع کی فوٹو بھی لی گئی۔ قبرستان میں قبر تیار تھی جس کے اندر اور چاروں طرف سفید کپڑا لگا تھا جس کے اندر مبارک صندوق باقاعدہ رکھا گیا اور عبادت کا باقی حصہ بمعہ ایک انگریزی زبور کے جو بڑے درد کے ساتھ گایا گیا۔ یہاں تک کہ بعض گانیوالے آنسوؤں کیساتھ گاتے تھے اور آخری دعا اور برکت کیساتھ لوگ رخصت کئے گئے۔ اور حاضرین کو سنایا گیا کہ قبر کے اندر سے دیکھتے ہوا ایک طرف سے دیکھ کر نکلتے جاویں۔

لیکن قبر کے سامنے اُن کی تینوں عزیز بیٹیاں سیاہ لباس پہنے کھڑی رو رہی تھیں اور اُن کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے بھتیجے اور اُن کی میم صاحبہ بھی روتے اور غم میں کھڑے تھے جو کہ اس ملک میں خدمت کرتے ہیں۔ کاشکہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی کمی اُن کے پس ماندوں کے وسیلے پوری کی جاوے اور خصوصاً اُن کی جگہ اُن کا برادر زادہ لیوے ڈاکٹر صاحب موصوف سچ مچ بڑے بزرگ اور لائق اور فیض رساں شخص اور عالم تھے۔ کیونکہ بندہ نے بھی تھیولاجیکل سیمنری کی تعلیم آنجناب ہی کے قدموں کے پاس بیٹھ کر حاصل کی تھی۔ اُن کا تعلیم کا کام عالمانہ تھا۔ اکثر کم بولتے لیکن ایسے پُر مطلب اور پُر معنی میں کلام کرتے تھے جن کے معنے بڑے گہرے اور وسیع ہوتے تھے۔ کام کرنے والا اور محنتی شخص تھا۔ اگر کوئی بات کسی کے برخلاف کسی نے کہی تو اپنے اندر رکھ چھوڑتے تھے کبھی بڑی ضرورت کے وقت اگر اُس کا ذکر کرنا ضرور ہو تو کرتے ورنہ برسوں تک اُس کا کسی کو پتہ بھی نہیں دیا گویا کہ بڑے صابر اور متحمل مزاج شخص تھے۔ اکثر بحث کو نہیں پسند کرتے تھے۔ بلکہ خالص انجیل سنانا غیر مسیحیوں میں بہت ضروری خیال کرتے تھے۔ یہ بات بھی اُن کو بہت پسند تھی کہ کسی متلاشی کو اتنا کورس ختم کرنے کے بعد یا کوئی سوال و جواب کی کتاب ختم کرنے کے بعد بپتسمہ دیا جاوے بلکہ اُن کا فرمانا یہ تھا

کہ جب مسیحی بن جائیگا تو سیکھنے کے لئے ساری زندگی پڑی ہی

ایک اور بڑا اعلیٰ اور مبارک کام اس بزرگ نے پہلے شروع کیا کہ پہلے پہل یو۔ پی۔ مشن کے بعض مشنریوں اور دیسیوں کی بھی رائے ہے کہ پنچ ذات کے لوگوں میں فی الحال انجیل نہ سنائی جاوے اور ان کو نہ بہت مسیحی کیا جاوے لیکن یہ ایک بندہ خدا تھا جس نے اس بات پر بڑا زور لگایا اور اسی خیال پر ایمان کے ساتھ بیج بو دیا۔ پس خدا نے اُس کے عمدہ خیال اور کام پر ایسی برکت بخشی کہ اب جب کبھی اس باغ کو سرسبز اور پھولا پھلا ہوا دیکھتے تھے تو جامہ میں نہیں سماتے تھے اور یہ خوشی اُن کے چہرے سے ٹپکتی تھی۔

ایک اور بڑا ضروری نمونہ اُنہوں نے اپنے اور ہمارے نجات دہندہ یسوع مسیح کا اختیار کیا کہ جس طرح مبارک منجی نہ صرف لوگوں کی روحانی پرورش ہی کرتے تھے۔ بلکہ اُن کے جسموں کی نسبت بھی بے فکر نہ رہتے تھے۔ جب شاگردوں سے فرمایا کہ مجھے اس جماعت پر ترس آتا ہے کہ وہ بھوک کے مارے راہ میں ماندے نہ پڑیں۔ ناگہانی بھوک دور کرنیکا انتظام فرمایا ویسے ہی ڈاکٹر صاحب مرحوم پنجاب میں ایک بڑی یادگار قائم کر گئے ہیں۔ یعنے مارٹن پور چک نمبر ۳۰۱ جہاں پر عیسائی لوگ اور انکی آل اولاد آسودہ زندگی بسر کرکے ہمیشہ تک ڈاکٹر صاحب مرحوم اور انکے عزیز فرزند کو یاد رکھینگے اور جبتک مارٹن پور رہیگا۔ لوگ دل سے اس خاندانکے شکرگذار رہینگے۔ اب تم آخر میں ہم انکے عزیز فرزند کے لئے جو اس ملک میں ہیں یا امریکہ میں ہیں خداوند سے دعا کرتے ہیں کہ خدا آپ اُن کو تسلی بخشے اور اُن کے والد بزرگوار کی جگہ اب آسمانی باپ اُن کی انگلی پکڑ کر دن و رات سنبھالے رکھے۔

نیز اس کے ساتھ التماس ہے کہ کوئی صاحب خود اُن کی سوانح عمری بمعہ تصویر تیار کرے۔ جو کہ اس ملک کے لوگوں کے ساتھ پشت در پشت رہے۔ اس کے لئے ہزارہا خریدار خریدنے کیلئے تیار ہیں۔

راقم کنسٹول سی۔ ٹی۔ انسٹوٹیوٹ۔
سیالکوٹ۔

میری اُمیّد موت نہیں
بلکہ
زندگی ہی

آفتاب غروب ہو چکا تھا شفق مغرب نے آسمان پر ایک خوشنما منظر پیدا کر رکھا تھا۔ شام کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نسیم سحری کو مات کر رہے تھے کہ ایک نوجوان شخص چہل قدمی کے لئے شہر سے تھوڑی دور ایک باغ کی طرف نکل گیا۔ اس باغ کے قریب ایک پُرانا جھونپڑا تھا اُس کے کنارے ایک معمر شخص سفید ریش جھکائے بیٹھا تھا۔ نوجوان اس بزرگ کی طرف گیا اور یوں کہنے لگا۔

نوجوان۔ کہو بڑے میاں کہاں رہے عمر کس طرح بسر کی

بوڑھا۔ نوجوان کی طرف حسرت سے تکنے لگا۔ گویا اُس کا چہرہ کسی کی گھٹتی ہوئی جوانی پر رشک کھا رہا ہے اور تھوڑے سکوت کے بعد بولا۔ بیٹا اسی دنیا میں رہا اور یہیں زندگی بسر کی۔

نوجوان۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے تن پہ نہ تو کوئی اچھا کپڑا ہے اور نہ ہی سر کا خاطر خواہ سامان ہے۔ آپ نے دنیا میں رہ کر کیوں ایسی کمائی نہیں کی کہ آج آپ کے کام آتی۔

بوڑھا۔ بیٹا! اگر تم کمائی کی بابت پوچھتے ہو تو میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے دنیا میں بہت کمائی۔ روپیہ خوب حاصل کیا بہت عیش و عشرت اُڑائی مگر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کہہ کر بوڑھا آبدیدہ ہوا اور پھر یوں بولا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب کچھ میری آئندہ پشت نے گنوائی۔

نوجوان۔ افسوس بابا۔ اب آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں میرے ساتھ شہر کو چلئے۔

بوڑھا۔ بیٹا! ایک ٹکڑا زمین کا باقی رہ گیا ہے۔ اُسے دیکھنے کبھی کبھی آجاتا ہوں۔ یہ جھونپڑی بھی میری ملکیت ہے۔ جب میں جوان تھا۔ تو اپنے بیلوں کو اکثر اسی جھونپڑے پانی پلایا کرتا تھا۔ اب بیٹھا ان ایام گذشتہ پر غور کر رہا ہوں۔ کہ ایک وہ وقت تھا کہ میں اس زمین پر ٹھونا پھرتا تھا اور آج ایک یہ وقت ہے کہ اُٹھنے کی طاقت نہیں۔ شہر سے چلکر یہاں تک آیا ہوں۔ مگر دم پھول گیا۔ اب بیٹھا آرام لے رہا ہوں دم میں دم آئیگا تو شہر کو چلونگا۔

نوجوان۔ بابا کیا آپ کے اطفال نہیں جو ایسے وقت میں آپ کے معاون ہوں۔ مجھے تو آپ کی حالت پر رحم آتا ہے۔

بوڑھا۔ ہاں بیٹا تمہارے جیسے پوتے پڑپوتے ہیں مگر کوئی پرساں حال نہیں۔ وہ بھی میرے دم کی گھڑیاں گن رہے ہیں آہ! میری اس سیاہ بختی کہ میں اب تک جیتا ہوں؎

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے

نوجوان۔ افسوس بابا جیسے بزرگوں کا ساتھ عاقبت تو قابل برکت ہے۔ وہ لوگ کیوں ایسا خیال کرتے ہیں۔ کیا یہ زمانہ اُن پر کبھی نہیں آئیگا۔

بوڑھا۔ اپنی آئندہ زندگی کے لئے کون سوچتا ہے۔ ہاں وہ جو دانا ہو۔ اور اس دنیا کو جلد گذر جانیوالی سمجھے۔

نوجوان۔ بیشک بابا۔ پھر کیوں آپ نے اپنے اس وقت کا خیال نہ کیا۔

بوڑھا۔ اس وقت کا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ وقت کس کو معلوم ہوتا ہے۔ کیا بیٹا تو جانتا ہے کہ میں ایسا ہی بوڑھا ہو کر مرونگا۔

نوجوان۔ نہیں بابا میرا مطلب یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی آئندہ زندگی کے لئے کیوں اتنا سامان جمع نہ کیا جو آج آپ ہی کے قبضے میں رہتا۔

بوڑھا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ کیسکو خبر نہیں اور پھر دنیا کا مال سدا کسی کے پاس رہتا ہے۔ قارون جو کہ چالیس خزانے رکھتا تھا اس کے پاس نہ رہا۔ ہمایوں حسرت سے سلطنت چھوڑ مرا۔ ہم کون اور کس گنتی میں۔

نوجوان۔ بیشک! جب آپ جانتے تھے تو کیوں آپ نے

ایسی دولت کے لئے عمر بسر کی جو آپ کے ہاتھ سے جلد جاتی رہی اور آپ کے آخری ایام میں آپ کے کام نہ آسکی۔

بوڑھا۔ بیٹا۔ تم بغیر تجربے کے بات کرتے ہو۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ فی زمانہ دیکھتے ہو۔ کہ فی زمانہ دنیا میں لوگ کس طرح جھوٹ مکر اور فریب سے دولت بٹور رہے ہیں۔ ایک دوسرے کا خون کر رہے ہیں پھر کیوں تم مجھ سے ایسا سوال کرتے ہو۔ میں بھی ان ہی میں سے ایک دنیادار شخص تھا۔ کوئی عارف یا ولی تو تھا ہی نہیں۔

نوجوان۔ بیشک بابا۔ یہ کام دنیاداروں کے ہیں۔ مگر عارف اور ولی کی جو آپ نے کہی یہ انسان کے دل اور اس کی ضمیر روشن پر منحصر ہے۔ مجھے آپ معاف کریں کہ میں نے آپ سے ایسا سوال کیا۔ مگر آپ مجھے یہ تبلائیے کہ اب آپ کس امید پر جیتے ہیں؟

بوڑھا۔ اب تو میری کوئی امید باقی نہیں رہی۔ ہاں۔ مگر موت کی امید باقی ہے۔ جو مجھے اس بڑی تکلیف سے رہائی دے گی۔

نوجوان۔ بس۔ آپ کی امید اب موت ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا موت کے بعد آپ کی کوئی امید باقی نہیں۔

بڑھا یہ فقرہ سنکر کانپ گیا۔ گویا موت اور قیامت کے خوف سے وہ گھبرا گیا اور ٹھنڈی سانس بھر کر بولا۔ ایک دنیادار شخص کو موت کے بعد کوئی اچھی چیز کا انتظار نہ رکھنا چاہئے۔ میں نے اپنی تمام زندگی دنیاوی بسر کی اب خدا کی مغفرت پر میری تمام امیدیں منحصر ہیں۔ تاہم یہ کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔

یہ سنکر نوجوان کے دل پر بھی خوف طاری ہوگیا۔ دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا تصور اس کی آنکھوں میں پھر گیا اور اس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ میں اس بزرگ کی مانند جلد گزرنے والی چیزوں کا عاشق نہیں رہونگا۔ بلکہ اس ابدی چیزوں کی تلاش میں رہونگا۔ جو موت کے بعد بھی قائم رہتی ہیں۔

بڑھا اس نوجوان کو خاموش دیکھکر بولا۔ بیٹا! میری بھول سے مت گھبرا میں نے اپنے تجربے تم کو بتلائے اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دنیا میں رہ کر کبھی دنیا کی دولت کو حاصل نہ کرنا۔ بلکہ بہتر چیزوں کی تلاش میں رہنا۔

نوجوان۔ بیشک بابا۔ میں بہتر چیزوں کی تلاش میں ہوں جو موت کے بعد قائم رہتی ہیں۔ اور اگر آپ مجھ سے پوچھو تو میں یہ کہونگا کہ وہ چیزیں سچی ایمان۔ مسیحی زندگی۔ مسیحی جلال۔ مسیحی طبیعت اور مسیحی محبت ہے۔

ناظرین بھی اس مکالمہ سے وہ نصیحت سیکھ سکتے ہیں جو دنیا اپنے دیرینہ تجربہ سے ہمیں سکھلا سکتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیادار کے لئے آخری امید موت ہے مگر ایک مسیحی کے لئے موت کے بعد ابدی زندگی کی امید ہے اس مکالمے پر غور کرو اور مسیحی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو تاکہ مرتے وقت تم کہہ سکو کہ میری امید موت نہیں بلکہ زندگی ہے۔

رہے جو ختم تک باقی تو وہ ایمان پیدا کر
نہ پھر آوارہ بندے دل میں اطمینان پیدا کر

از خیالات جارج ملٹن تائب لودیانوی حال آباد بٹالہ

سوامی درشنانند سرستی
اور
آپ کی حق پرستی

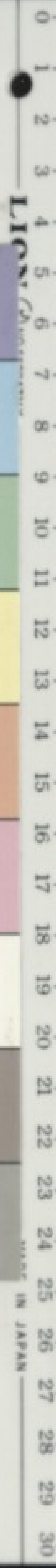
(سلسلہ کے لئے دیکھو ۶ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جب تک آپ مغالطہ کو قدیم نہ مان لیں۔ تب تک یہ صفت بھی قدیم نہ رہے گی یعنی خدا کا محیط کل ہونا۔ سوامی جی ہم اور آپ کبھی نہ مانیں۔ لیجئے ہم نے مان لیا کہ مغالطہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ اب کہئے مغالطہ کے حدوث سے خدا محیط کل ہوگیا۔ آپ اپنا فلسفہ بھولوں کو سمجھاتے ہیں کہ عقلمندوں کو جو آپ کے ساتھ جی ہاں جی ہاں کرتے چلے جائیں بھلا اب آپ ہی کہئے کہ مغالطہ کے حدوث یا قدم کو خدا کے محیط کل ہونے سے نسبت کیا۔ سوامی جی آپ ہمیں کیا سمجھاتے ہیں ہم تو نہ مادہ کو نہ روح کو نہ مغالطہ کو اور نہ کسی اور چیز کو خدا کے سوائے قدیم مانیں ہم تو صرف واحد خدا کو قدیم مانتے ہیں۔ البتہ آپ کا مغالطہ کو قدیم ماننا آپ کے لئے محال کو پیدا نہیں کرتا جبکہ آپ مادہ اور روح کو قدیم مانتے ہیں۔ اُن کی قدامت خدا پر کوئی حرف نہیں لاتی تو اگر آپ مغالطہ کو بھی چیز اور قدیم مان لیں تو وہ کیونکر لائیں گی۔ سو اگر ایک لاتی ہے تو زیادہ بطریق اولیٰ لائیں گی۔

سوامی جی ہم نے آپ کے براہین کی کمزوریاں آپ کو دکھا دیں دلائل کے کمزور ہونیکی توجیہات نہیں۔ شعلہ بقدر علم۔ لیکن آپ نے ان کو علمی اور عقلی دلائل سمجھا جبکہ ان دلائل سے علم و عقل ہنوز دلی دور است اس لئے ہمیں ان کے اسقام دکھانیکی ضرورت ہوئی اور آپ کے مغالطوں کو درست کرنے کی۔ تاکہ صداقت آپ پر کھلجائے۔ ناظرین دلائل عقلی مشکلات کو دیکھیں کہ ہمیں کہنا "اس صورت میں بجائے مادہ اور روح کی قدامت کو ثابت کرنے کی ضرورت پیدا ہو جائیگی"۔ اس میں نقصان کیا ہوگا۔ جب آپ دو کی ثابت کر رہے ہیں تو کیا تیسرے کی ثابت کرنا مشکل ہے؟

آپ نے اپنی تمہید کے خاتمہ پر صفحہ ۲ کے نیچے بھی مادہ اور روح کی قدامت کے ثبوت میں کچھ رقم فرمایا ہے ہم اُس کو بھی یہاں لکھے دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "آپ (یعنی پادری صاحب) قدامت کی وجہ سے روح اور مادہ کو خدا کے برابر بتلاتے ہیں اس واسطے آپ کے خیال میں مادہ کا پیدا شدہ ہونا لازمی ہے لیکن آپ کو یہ خیال رکھنا لازمی ہے کہ اگر ایک قدامت کی صفت سے خدا کے برابر مادہ ہو سکتا ہے تو ہستی کی صفت سے بھی خدا کے برابر روح اور مادہ کو درجہ دینا پڑیگا۔ کیونکہ اس وقت مادہ بھی ہے اور روح اور خدا بھی ہیں۔ گویا ہستی کی صفت میں تینوں برابر ہیں۔" سوامی جی ہستی دو قسم کی ہے۔ واجب یا ممکن۔ کیا مادہ اور روح ممکن ہیں یا واجب اگر آپ ممکن کہیں تو ہمارا مدعا حاصل ہے۔ باقی آئندہ





شعر و سخن

انتقال پرملال

بزرگ ڈاکٹر مارٹن صاحب مشنری سیالکوٹ

ڈاکٹر مارٹن ہمارے مہرباں نیکو خصال
سبت کا دن اور کرسمس ڈے* بہم اتفاق سے
یہ مبارک سو قدِ فضلِ خدا سے آپ کو
چاہئے سب حاضرینِ مجلس کے دل میں ہر زور
آپ کا منشا ہمیشہ تھا مسیحا پر کمال۔
اس لئے رحلت کی سُن کر آگئے ابنِ خدا
ڈاکٹر صاحب بڑا افسوس ہے فرما گئے
اس جدائی کا بڑا افسوس ہے سب کو دلی
سو گئے ہیں کار خدمت لائقہ کر کے بسر
اس جہاں سے آج ہے مرد خدا نے بایقیں
ڈاکٹر صاحب حسبِ منشاءِ الٰہی تا عمر
زندگی پر فضل سے صاحب جہاں میں کر گئے
تا عمر کرتے رہے فضلِ خدا سے بے دریغ
فرقۂ عیسوی واقفِ شریعت موسوی
واقفِ علمِ الٰہی کاشفِ اسرارِ حق
سنڈ کے اجلاس میں ہر سال ہی کرتے رہے
آگیا ہے آج فرمانِ الٰہی آپ کو۔
تن سے جدا ہو کر جانِ فیض رساں نے
آج ہے گُل ہو گیا محفلِ مسیحی کا چراغ
افسوس ہو سب انتظام اپنے جہاں میں چھوڑ کر
جو مسیحی انجمن کا سیدِ مجلس تھا ہمیش۔

آج اس ماتم سرا سے کر گئے ہیں انتقال
ہو گئے سن عیسوی انیس سو دس میں بحال
مل گیا فردوس گئے دنیائے دوں سے انتقال
اپنے بزرگ مہرباں کی سال ہجرت کا خیال
چاہئے زیرِ فلک گریہ ہووے مجھ پہ زوال
آج کی اس آمد و شد سے ہوا ثابت خیال۔
غم جدائی کا دکھا کر اس جہاں سے انتقال
شکر کرنا چاہئے ہر دم خدائے ذوالجلال
گود میں ابنِ خدا کے چھوڑ کر دار الوبال
کر لیا تشریف لے جا کر مسیحا جمال۔
کام خدمت کا ادا کر کے کیا حاصل وصال
از تصدق مال و جاں روشن مسیحا کا جلال
ڈاکٹر مرحوم خدمت ذاتِ باری لایزال
حامئ دینِ مسیحا اور دیئے راہِ کمال۔
ڈاکٹر مرحوم تھا گویا جہاں میں بے مثال
آپ کی تحریک پر تائید ہی حُسن الرجال
آسماں پر بھی کریں جا کر ستائش ذوالجلال
کر لیا فردوس میں جا کر مسیحا کا وصال
اس لئے سب حاضرینِ مجلس کے دل پر ہے ملال
ہائے مارٹن پورہ فرما گئے ہیں انتقال
آج ہے تنہا پڑا کونۂ قبر میں بے مجال

جس کے ہاتھوں سے نکلتا تھا مشن کا انتظام
ہو گیا چہرہ مبارک زعفرانی آپ کا۔
کچھ نہیں اس موت کے دل میں محبت کا اثر
وائے اس بیماری جدائی کے وقت حاضر نہیں
آج ہے بس صاحبوں کو اس جدائی باپ سے
آپڑا ہے بارِ غم اُن پر عزیز و یگاں
کیا کریں تقدیر پر تدبیر کا چارہ نہیں
کون ہو سکیں دل جو اس جدائی سے نہیں
آج اس صدمہ جدائی سے پڑا بے چین ہے
ہے دریغا یہ جدائی اس قدر لا انتہا۔
میرِ مجلس کے جنازہ کی خبر سُن کر یہاں
سیم صاحب کا بھی پہلے ہو چکا ہی انتقال
دیکھو بزرگ بزرگ تشریف لا کر ہند میں
بیوگان ایتام کی نظرِ کرم سے پرورش۔
آپ کے دستِ کرم سے مفلس و مسکین بھی
پسر مرحوم کا سب کو عزیز و بے گماں۔
اس لئے ہم کو مناسب ہو رکھیں اپنا چلن
لازم و ملزوم ہے اس زندگی بے بوٹ پر
زندگی مغفور کا نقشہ رکھیں مدِ نظر

آج ہو خاموش لیٹا کفن میں فرخندہ فال
سر نگوں تھے جس کی رنگت دیکھ کر یاقوت و لعل
ایک پل میں جس نے دکھلایا جبہ آ کر کے وبال
آپ کے لختِ جگر فرزند ہر دو نونہال
اس قدر رنج و الم جس کا ذکر کرنا محال
اپنے پیارے کے صدمہ جدائی سے کمال
اس لئے مرضی خدا پر چاہئے رکھنا خیال
آشنا رنج و الم خاطر پریشان و ملال
آپ کے بھائی کا بیٹا ینگ مارٹن نیک فال
اس جہاں میں پھر ملاقات آپ کی ہونی محال
آج ہیں سب مشنری حاضر کھڑے خاطر ملال
اس جگہ گذرا ہے جس کو عرصہ چوبیس سال
کر دیا راہِ خدا میں ہے تصدق جان و مال
اپنی خدا کے واسطے کرتے رہے صاحب کمال
پرورش پا کر جہاں میں ہوگئے آسودہ حال
ایک دن کرنا پڑے گا چھوڑ کر مال و منال
نقشِ قدم مرحوم پر گرچہ ہے دشواری کمال
شاباش ہے چون چرائے حاضرین نیکو خصال
ہے مسیحائی محبت کا اگر دل میں خیال۔

اے خدا بخش تو بار مرحوم کو صبر و شکر — رنج و غم ہے جن کے دل میں اس جدائی کا کمال

کمترین خدا بخش از پسرور مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء بقلم خود

* بیٹے نیک بندے۔

مضامین

رُوحانی کُنجی

پہلا خط قرنتیوں کا ۱۵ باب ۲۰ آیت پر اب مسیح تو مردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور اُن میں جو سو گئے ہیں پہلا پھل ہوا۔ ناظرین بھائیو خداوند مسیح نے آسمان پر صعود کر کے خدا اور بنی آدم کے درمیان صلح اور میل کے دروازہ کو کھول دیا۔ رومیوں کا خط ۵ باب ۱۰ آیت کیونکہ جب خدا سے ہم سے جس وقت کہ ہم دشمن تھے اپنے بیٹے کی موت کے سبب میل کیا گیا۔

ہم میل پاکر اُس کی زندگی کے سبب کتنا ہی زیادہ بچ جائینگے باہیں طریق خداوند خدا کی طرف سے بنی آدم کی نجات کے لئے یہ راہ پہونچی۔ اہل اسلام کے عقاید سے مژدہ سورہ بقر رکوع تین آیت ۹ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ پھر کبھی پہونچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتانے پر نہ ڈر ہوگا اُن کو اور نہ اُن کو غم۔

میرے پیارے عقلمند بھایو مُردوں کے پیچھے نہ چلو ورنہ ہلاک ہوگے۔ کیونکہ اُن کے منصوبہ باطل ہیں اور اُن کے خیال نکمّل ہیں اُن کے طریقے طبعی ہیں وہ ابدی زندگی کے محتاج ہیں۔ وہ پنجہ قبر میں گرفتار ہیں وہ موت سے مغلوب ہیں وہ شیطان سے شکست کھائے ہیں اس لئے خداوند یسوع مسیح کے پیچھے چلو جو ابدی زندگی کا چشمہ ہے جو موت پر غالب آیا ہے شیطان کو مغلوب کیا ہے تمام شریعت کو پورا کر چکا ہے بنی آدم کے گناہوں کا بوجھ اُٹھا کر کفارہ ہوا ہے وہ ابد تک زندہ ہے جس نے روحانی کنجی سے صلح اور میل کے دروازہ کو تمام بنی آدم کے لئے کھول دیا ہے۔ جس کی طرف سے یہ بلاہٹ ہے انجیل متی ۸ باب ۲۲ آیت پر یسوع نے اُس سے کہا تو میرے پیچھے آ۔ اور مُردوں کو اپنے مُردے گاڑنے دے

شعر

بچایا عاصیوں کو اس طرح سے
کہ جان اپنی مسیحا نے فدا کی۔
وہ فردوس بھی جانو وہی ہے۔
ہمارے واسطے یہ راہ دا کی

راقم قاضی عزیز مسیح مُبشّر۔

کلکتہ کے اخبارات اسبات پر زور دے رہے ہیں کہ دربار تاجپوشی دہلی کے بجائے کلکتہ میں ہو۔

انتخاب الاخبارات

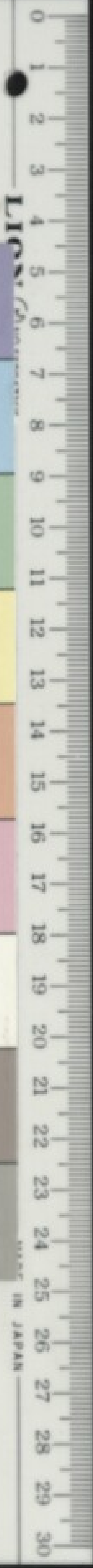
سرحدی ظلم

اس ہفتہ سرحدی چار ڈاکوؤں کی خبر موصول ہوئی ہے کوٹ ملک کے ایک ہندو جاشتہ کو سرحدی بدمعاش لوٹکر اُس کا اسباب گھوڑوں پر لاد کر لے گئے اور اُس کو بھی ساتھ لیا کہ وہ پہونچا کر کے واپس آجاوے۔ موضع جلوان میں تین مسلح آدمیوں نے ڈاکہ ڈالا اور بہت کچھ سامان لیگئے وہ والوں میں بھی ایک ہندو لوٹا گیا جس کی مفصل کیفیت ہنوز سرکاری اخبارات کو ملی نہیں۔ موضع خرخیل میں بھی ایک ہندو کے یہاں ڈاکہ پڑا لیکن جو کچھ اُس جگہ کیا گیا شاید سرحدی بدمعاشوں نے اب تک کیا نہیں تھا وہ زر و مال لیجاتے اور لڑکوں اور مردوں کو بھی روپیہ کے طمع سے پکڑتے تھے۔ لیکن خرخیل سے یہ لوگ علاوہ ایک رو کے ایک چودہ سالہ لڑکی بھی لیگئے ہیں۔ ہندو قوم کے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ زر و مال نہیں۔ جان سے بھی عزیز تر عزت پر دست درازی کی گئی ہے۔ جو کسی طرح پر بھی قابل برداشت نہیں لیکن اُس کے ساتھ ہی ہندو قوم کسی طرح پر ان مظالم کا انتظام بھی بلا سرکاری امداد کے لینے کے لئے تیار نہیں ہوسکتی اس لئے گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اپنی غریب رعایا کے جان و مال اور عزت کو محفوظ کردے۔ دو ماہ کے قریب عرصہ گزرتا ہے کہ کھوست کے ایک گروہ بدمعاشاں نے سرکاری علاقہ پر دھاوا کیا۔ وہ تین شخصوں کو گمراہ کر کے لے گئے تھے۔ منظر شاہ جمعدار اپڈ جوئنٹ ملیشیا نمبر ۱۴ جاٹ ہارس کا ایک سوار اور سکھ سپاہی سرحدی رجمنٹ اُن کے ہاتھ گرفتار ہوگئے۔ یہ سب لوگ رخصت پر جارہے تھے اور گرفتار ہوکر افغانی سلطنت وادی کھوست میں پہونچائے گئے۔ بدمعاشوں نے حسب معمول حصول زر کے لئے قید میں رکھا اور حصہ دار افغانی حکام نے بھی اُن کے آزاد کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔ سکھ سپاہی بھاگ آیا اور منظر شاہ حال ہی میں آزاد کیا گیا ہے اس کی وجہ شاید وہ خود ہی ہو کہ گورنر کھوست کو گورنمنٹ کے اس معاملہ میں امیر سے خط و کتابت کرنے پر پیدا ہوا۔ جاٹ سوار کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوا۔ ہنوز پتہ نہیں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ سرحدی بدمعاش سب کچھ امیر کی حمایت پر کر رہے ہیں۔ گورنر کھوست جو کہ امیر کا ایک رشتہ دار ہے اگر چاہے تو ان بدمعاشوں کو چشم زدن میں منتشر کرسکتا ہے لیکن وہ ایسا کرنے سے ہی پہلو تہی نہیں کرتا۔ بلکہ اگر سرکاری فوج کا کوئی آدمی گرفتار کر کے لایا جاوے اور اُس سے بدسلوکی کیجاوے تو اُس کو اُس کی بھی مطلق پرواہ نہیں ہوگی۔ ایسی حالت میں جو کچھ بداعتی سرحد پر ہو رہی ہے۔ کیا امیر صاحب اس کے ذمہ دار قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ ضرورت ہے کہ برٹش گورنمنٹ سرحدی کانٹا رعایائے ملک کی حفاظت اور سرکاری رعب و داب قایم رکھنے کے خیال سے ہمیشہ کے لئے نکال ڈالے اور اس کا ایسا قلع قمع کردیوے کہ مفسد لوگ قیامت تک سر نہ اٹھاسکیں لیکن یہ ہوگا تب ہی کہ امیر مرحوم کے اصول پر کاربند ہوں۔

(اخبار رہبر مرادآباد)

گارٹر کا اعزاز

یہ سنکر خوشی ہوئی کہ لارڈ منٹو صاحب بہادر کو گارٹر کا عالیشان اعزاز مرحمت کیا گیا ہے اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ہندوستان کے ویسرائے جب یہاں سے انگلستان کو واپس لوٹ کر جاتے ہیں تو ان کو شاہ انگلستان گارٹر کا اعلیٰ خطاب مرحمت فرماتے ہیں۔ لیکن یہ بات بعد تصدیق غلط ثابت ہوئی ہے اس عالیشان خطاب کے حقدار وہی ویسرائے ہوتے ہیں جنکی مدبری کی شہرت یا جنہوں نے اپنے دوران حکومت میں قلمرو کو بڑھایا ہو یہی وجہ ہے کہ لارڈ کرزن اس خطاب سے محروم ہے اور اگر تبت اُن کے زمانہ میں ہندوستان کی سلطنت میں شامل کیا جاتا تو وہ لارڈ ڈفرن کی طرح ضرور گارٹر کا اعزاز پاتے۔ یہ سنکر خوشی ہوئی کہ لارڈ منٹو کی طرح لارڈ ڈلہوزی نے بھی صرف مدبری کے زور پر اس اعزاز کو حاصل



گیا تھا۔ مہاراجہ جارج پنجم نے لارڈ منٹو صاحب بہادر کو اس روز بڑے جلسے میں اس نادر خطاب سے ملقب فرمایا تھا۔ (اخبار عام)

بارش

بارش کی خبریں تمام شمالی ہند سے دہرادون تک آرہی ہیں۔ پنجاب کے تمام صوبہ میں ہم بارش ہوئیں دہلی سے پشاور اور جموں سے ملتان تک یہ جھڑی برابر لگی رہی۔ اسی طرح دہلی، لکھنؤ، مرادآباد و میرٹھ میں بارش ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ یہ بارش عالمگیر تھی اکثر مقامات پر ان ایام میں ہلکی ہلکی سی ژالہ باری بھی سننے میں آئی ہے۔ مگر ایسی نہیں جیسے کہ فصلوں کا نقصان تصور کیا جاوے۔ گندم کے کھیت زردی چھوڑ کر سبزی مائل نظر آتے ہیں سرسوں اور تخمودہ کے لئے بھی اس کی بڑی ضرورت تھی عجب نہیں کہ بعض مقامات پر تخمودہ کی فصل کو ژالہ باری سے نقصان پہونچا ہو لیکن بمقابلہ فائدہ کثیر کے نقصان قلیل کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ لاہور میں اس بارش کا سلسلہ سوموار سے بدھ تک جاری رہا اور دن رات برستا رہا اور جمعرات کے دن گاہے دھوپ گاہے ابر۔ عجب نہیں کہ بارش اور بھی ہو۔ (م)

مسلم لیگ کے پریذیڈنٹ نے اپنی تقریر میں کہا

ہماری سب سے بڑی حرفت زراعت ہے جس میں قریباً ۸۰ فیصدی آبادی مشغول ہے اور جس کی بہبودی پر کل ملک کی بہبودی کا انحصار ہے۔ اگر فصل اچھی ہے تجارت چمکتی ہے۔ ریل کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ نمک کی خواہش بڑھ جاتی ہے۔ شراب اور ابکاری کی آمدنی میں ترقی ہوتی ہے۔ درحقیقت خوشحالی کے ہر صیغہ میں نتائج نظر آتے ہیں۔ لیکن مالگذاری کے معاملہ میں ایک اصلاح کی ضرورت ہے۔ وہ یہ کہ زمین کا بندوبست بہت جلد نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ساٹھ سال کی میعاد مقرر ہونی چاہئے۔ جس کے گذر جانے پر دوسرا بندوبست کیا جاوے اکثر صوبجات ہند میں بندوبست ہر بیسویں بائیسویں سال ہوا کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ زمیندار اور کاشتکار بوجہ قلت زمانہ بندوبست اضافہ مالگذاری کے خوف سے کافی سرمایہ زمین کی ترقی پر لگانا منظور نہیں کرتے اگر مدت بندوبست بڑے صوبوں میں ساٹھ سال کر دی جائے تو زمین کی ترقی میں ایک عظیم کامیابی پیدا ہو سکتی ہے۔ (ہندوستان)

باہمی لین دین کی انجمنیں

وہ دوسرے جو بلا زراعت کے سر پر نازل ہو وہ بھاری بوجھ قرضی کا ہے جو شل چکی کے پاٹ کے اہل زراعت کے گردنوں میں لٹکتا ہے۔ شاباش ہو۔ گورنمنٹ کو جس نے باہمی لین دین کی انجمنیں مزارعین کے لئے آسان شرائط پر سرمایہ بہم پہنچانے کو قائم کر دی ہیں۔ حاصل شدہ نتائج پر نظر کرکے میں یقین کرتا ہوں کہ باہمی لین دین کی تحریک نے بہ سرپرستی گورنمنٹ ملک میں مستقل جڑ پکڑ لی ہے اور ایک عمدہ مستقبل ہماری مصیبت زدہ کاشتکاروں کے لئے نظر آتی ہے جو اپنی قسمت کے بہتر کرنے میں باہمی امداد پر زیادہ بھروسہ کرسکینگی اور چالاک مہاجن پر کم یہ کام کرنے کا ایک میدان ہے جس میں ہندو مسلمان گورنمنٹ سے ملکر کام کر سکتے ہیں کہ غریب کاشتکاروں کا بھلا ہو۔ (م)

صنعت و حرفت کی تعلیم

ایک اور امر ضروری ہے جسکی طرف میں آپ صاحبان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں موجودہ بے چینی بہت کچھ اس وجہ سے ہے کہ تعلیم یافتہ گروہوں کی کثیر تعداد بے روزگار ہے۔ خالی پیٹ پر انگریزی تعلیم کا اثر اکثر حالتوں میں یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ سے ناراضگی اس کی بدخواہی اور اس کے طریقوں پر سخت عیب جوئی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر کیا اب وہ وقت نہیں آگیا ہے۔ کہ عہدوں کے تلاش کرنے والے گروہ کی پیدائش روکی جائے اس طرح پر کہ طرز تعلیم کی اصلاح کی جائے اور بلا اعلیٰ تعلیم کو گزند پہونچائے ہوئے صنعتی اور سائنٹفک تعلیم ہندوستان میں پھیلائی جاوے۔ (م)

حکمت کے ہتھکنڈے

چند روز کی بات ہے کہ ایک شخص بھائی پاروسنگھ و بشن سنگھ گھی فروشاں کے پاس آیا۔ اور ان کو ۱۲ ہی کنستر گھی کے ایک بلٹی دیکر جس پر رہتک کے کسی دوکاندار کا نام لکھا تھا مبلغ بارہ سو روپیہ کے نوٹ لیکر چلا گیا۔ اور ان سے اقرار کر گیا کہ ابھی اسٹیشن پر گھی کے کنستر دیکھ کر آتا ہوں اور روپیہ دیکر بلٹی لے جاؤنگا۔ سوداگر اس کے جھانسے میں آگئے اور بارہ سو روپیہ کھو بیٹھے۔ پولیس میں رپوٹ کی گئی بلٹی جعلی پائی گئی اور رہتک کے آدمی کا نام بھی فرضی پایا گیا۔ ایسے بدذات دھوکھا بازوں کو گرفتار کرنا بھی پولیس کا کام ہے (م)

ہمعصر اہلحدیث ناقل ہے اسی طرح بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ فن سرجری (جراحی) یورپین اقوام کی ایجاد ہے۔ مگر یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یورپین ڈاکٹروں سے پیشتر اندلس کے مسلمان حکما سرجری (اس فن عمل بالید داعلی جراحی) سے ماہر تھے۔ چنانچہ علامہ ابوالقاسم خلف ابن عباس زہراوی جو مدینۃ الزہرا (اندلس) کے باشندے اور نویں صدی عیسوی میں قرطبہ میں مدفون ہوئے ہیں وہ اس فن کے اعلیٰ درجہ کے عالم وعامل تھے چنانچہ انکی ایک تصنیف "التصریف لمن عجز عن التالیف" کو آج سے چار سو برس پیشتر یورپ چھاپ چکا ہے۔ مگر ہمیں اس کا پتہ ملا ہے۔ کیونکہ اُسے مطبع نامی لکھنؤ نے نہایت صحت وصفائی سے طبع کیا ہے اس میں علامہ موصوف نے سینکڑوں آلات کی شکلیں دی ہیں جو جراحی کے عمل کے واسطے مختلف مواقع پر کام آتے ہیں اور وہ آلات ایسے ہیں کہ انگریزی ڈاکٹر بھی مانتے ہیں کہ زمانہ حال کے آلات سرجری سے بہت کچھ ملتے جلتے اور وہی کام عمدگی سے دیکھنے والے ہیں علامہ موصوف شاہی حکیم تھے۔ غرض صحیح بات یہی ہے کہ مطبع اور فن سرجری کے اصل موجد مسلمان ہیں البتہ اہل یورپ نے

گلدستۂ اخبار

بدھوار ۸ بجے صبح کو آفات شملہ میں بھی عظیم زلزلہ دیکھا گیا غالباً ترکستان کے بھونچال کا نشان دیکھا گیا۔

حضور ویسرائے نے گورنمنٹ ہوس کلکتہ میں سٹیٹ ڈنر کی دعوت دی۔ ۱۰۰ صاحب شریک تھے۔

مغل سرائے کے متصل چلتی ٹرین پر ڈاکہ پڑا ایک مسافر کا ۲۰۰۰ روپیہ لوٹ لیا تین آدمی زخمی گئے۔

ٹرائن ٹھہرائی گئی۔ ڈاکو بھاگ گئے۔ ڈرائیور گارڈ نے پیچھا کیا اگلے روز چار ڈاکو پکڑے گئے۔

اُن کی تلاشی سے ۲۰۰۰ روپیہ برآمد ہوا مجروح مسافر آسنسول کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

لاہور کی بارش سرحدی صوبہ سے الہ آباد تک۔ عالمگیر ہے بعض وار کو تین مکانات پر لاہور میں بجلی پڑی بڑے گرجے کے متصل بھی پڑی جیسا کہ خوف تھا لیکن نقصان زیادہ نہیں ہوا موسم برابر ابر آلود ہے۔

جنوبی افریقہ کو ہندی مزدوروں کی روانگی کے بند کئے جانے پر لندن کے اخبارات نے بھی خوشی ظاہر کی۔

سرحدی چین پر برٹش فوج و روس آخری لڑائی چار روز تک رہی ۱۰۶ ترک قتل کئے گئے۔

تمام برٹش نوآبادیوں کی عظیم شاہی کنفرنس خاص لندن میں ۲۲ مئی آئندہ سے شروع کریگی۔

اس سے برٹش کی عالمگیر سلطنت کی تقویت منظور ہے ممبران کنفرنس مہمان شاہی متصور ہونگے

شاہی نوآبادیوں کے جتنے حصے ہونگے ہر ایک کی طرف سے سابق گورنران قائمقام کے طور پر مدعو کئے جاوینگے۔

کل نوآبادیوں کے وزراء جلیل القدر مہمان سمجھے جاوینگے وہ بعدہ دربار کارونیشن میں شریک ہونگے

برٹش مجلس وزارت نے ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہ کا دینا منظور کیا ہے پارلیمنٹ کو اطلاع کی گئی ہے۔ کہ ہر ایک ممبر کو ۳۰۰ نہیں بلکہ ۴۰۰ پونڈ سالانہ ملیگا۔ یعنے ۶۰۰۰ روپیہ ماہوار اس سے ۲۵۰ لاکھ روپیہ کا خرچ اضافہ ہوگا۔ تازہ الیکشن کے متعلق سات ممبروں کے برخلاف اعتراض کیا گیا ہے۔

ویرووال میں ایک معزز زمیندار کا لڑکا جوا کھیلا کرتا تھا وہ اتفاق سے چار سو روپیہ جیت کر آ رہا تھا کہ راستے میں زمیندار اُس کے دوست مل گئے۔ سب نے ٹھیکہ پر جا کر خوب شراب اُڑائی۔ آخر جب بہت گرم ہوئی تو وہ تینوں نے بہت بری طرح سے اُس کو مار کر اُس کی لاش جنگل میں پھینک کر روپے لیکر رفو چکر ہوئے تحقیقات کرنے پر چاروں گرفتار ہیں۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہے نتیجہ مقدمہ سے اطلاع دیجائیگی۔

فینگ ضلع امرتسر میں دو آدمیوں پر اُن کی برادری کے آدمیوں نے بوجہ عداوت گنڈاسوں کے وار کیا ایک ہلاک ہوا اور دوسرا قریب المرگ ہے۔ ملزم گرفتار ہیں۔

سلطان عبدالحمید خاں صاحب کو اب درد گردہ سے قطعی آرام ہے۔

گورنمنٹ ایران نے ۸۰۰ سوار ایرانی فوج معہ ایک سکیم کے امن و امان قائم کرنے کے لئے طہران سے شیراز کو روانہ کی۔

امریکہ کی آبادی آجکل ۹۹،۲۲۶ ہے جو گذشتہ ۱۰ سال میں ۲۱ فیصدی کی نسبت سے بڑھی

رسید زر

مس ایم۔ ایل۔ وائلی سنہ ۱۹۱۱ء عہ مستری ہیمراج سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ ڈاکٹر ٹی۔ ایل پنیل سنہ ۱۹۱۱ء معہ اشتہار سے قاضی خیر اللہ سنہ ۱۹۱۱ء عہ مسٹر ایم۔ این بوز اشتہار عہ مس ولیم جان اشتہار عہ۔ پادری پارس ناتھ سنہ ۱۹۱۱ء عہ ڈاکٹر سی ڈبلیو فورمن سنہ ۱۹۱۱ء عہ ڈاکٹر اے۔ ایچ براون سم کاپی سنہ ۱۹۱۱ء عہ مسٹر یعقوب مسیح سنہ ۱۹۱۱ء عہ پادری ایف جے نیوٹن واسطے بوٹا سنگھ

ڈاکٹر فنا ول کشور سنہ ۱۹۱۱ء عہ پادری بی۔ ایل دت سنہ ۱۹۱۰ء عہ۔ پادری یعقوب مسیح سنہ ۱۹۱۱ء عہ بابو جے سری سنگھ سنہ ۱۹۱۰ء عہ مس عاشق اللہ سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ پادری آسا نند رائے سنہ ۱۹۱۰ء عہ۔ پادری کپتان ایم۔ جی گولڈ سمتھ ۲ کاپی سنہ ۱۹۱۱ء صہ جی۔ بی۔ ایس سنہ ۱۹۱۱ء عہ ہیرنگ ہائی سکول عہ پادری جانی رام سنہ ۱۹۱۱ء عہ مسٹر جی سی۔ چیٹرجی عہ۔ پادری آر سکیویل سنہ ۱۹۱۱ء عہ حافظ احمد مسیح سنہ ۱۹۱۱ء عہ ڈاکٹر ای۔ سی جنسن سنہ ۱۹۱۱ء عہ ڈاکٹر دوھر داس سنہ ۱۹۱۲ء عہ۔ بابو ہیرا سنگھ سنہ ۱۹۱۱ء عہ پادری بی۔ پی۔ ڈبلیو فرنچ سم کاپی سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ پادری ملک روشن خاں عہ۔ بابو سجاگ مل سنہ ۱۹۱۱ء عہ مس ایشر سنگھ سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ ایولن سکول سنہ ۱۹۱۱ء عہ مس ایگن سنہ ۱۹۱۱ء عہ مس کے۔ ایم کاربٹ سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ پادری ناسس اول سنہ ۱۹۱۱ء عہ پادری ڈی آر گارڈن سنہ ۱۹۱۱ء عہ بابو رشین داس سنہ ۱۹۱۱ء عہ پادری کے سی چیٹرجی سنہ ۱۹۱۱ء عہ مسٹر ای میکلسن سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ مس ایچ مور سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ پادری پال تتارعلی سنہ ۱۹۱۱ء عہ۔ پادری نظام الدین سنہ ۱۹۱۱ء عہ

ضرورت

چند کھدی لیپر اسیالم (کوڑھی خانہ) کے لئے ایک بالیاقت ہاسپٹل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ تنخواہ للعہ روپیہ سے شروع ہوکر سالیانہ ترقی کے ساتھ صہ روپیہ تک بڑھ جائیگی اس کے علاوہ رہائشی مکان مفت ملیگا۔ اور سال کے بعد رخصت کا حق بھی ہوگا۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ کے ماتحت ایک کمپونڈر بھی ہے۔ جو کام میں مدد کرتا ہے۔ اچھے آدمی کی ضرورت ہے چاہئے کہ درخواست کنندہ اپنی درخواست معہ نقل اسناد ذیل کے پتہ پر فوراً ارسال کرے۔

المشتہر۔ ایچ۔ پی ایڈیسن صاحب سپرنٹنڈنٹ چندکوری۔ لیپر اسیالم واہاست پراڈاکخانہ بی۔ این ریلوے سی۔ پی۔

ایک غلطی کی اصلاح

۴-۶ جنوری کو جو جلسہ چرچ آف انگلینڈ کے کارندوں کا کلارک آباد ضلع لاہور میں ہُوا۔ جس کے چیرمین پنجاب کے اُسقف صاحب تھے۔ اُس میں بہت عمدہ مضامین پڑھے گئے اچھی اچھی تقریریں ہوئیں۔ اس موقعہ پر ایک تقریر کے ذریعہ کسیقدر غلط فہمی ہوگئی ہیں کا دُور کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۵ جنوری دوپہر کو مضمون تھا کہ:-

"پلپٹ پر سے جماعت کے اندر کس طرح روحانی زندگی کو مشتعل کیا جا سکتا ہے۔"

اس پہ پادری لارنس صاحب کا مضمون تھا اور اُس کے متعلق "وعظوں کے لئے مصالح" پادری وڈ صاحب کا مضمون تھا۔ اپنی حالت میں مضمون جیسے تھے سو تھے۔ مگر اُن کے متعلق جو تقریریں ہوئیں ایک تقریر میری بھی تھی۔ جس کی نسبت کچھ غلط فہمی ہوگئی۔ میں نے بیان کیا کہ ہمارے پاسٹر صاحبان کلام تو اس قدر نہیں پڑھتے جس قدر دوسری تصانیف وعظ اور تفسیریں پڑھتے ہیں۔ اُن کے وعظوں کا خزانہ وہی ہے۔ اس کے متعلق میں نے مثال دی کہ:-

دہلی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو مفلس قلاش ہیں۔ دن بھر چار آنہ کی مزدوری کرتے ہیں۔ شام کو کرایہ کے کپڑے پہنکر بڑی آن بان کیساتھ چاندنی چوک کی سیر کرتے ہیں۔ یکون صاحب ہیں یہ مرزا امیر الملک ہیں۔ یہ نواب آصف الدولہ ہیں وغیرہ تو اسی طرح کرایہ کے واعظین روحانی زندگی کو مشتعل نہیں کر سکتے اس کا مطلب بعض احباب نے یہ سمجھا کہ میں تفسیروں اور وعظ کی کتابوں کو رد کرتا ہوں کہ ان کو پڑھنا ہی نہیں چاہئے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا میں اُن تصانیف کی جی سے قدر کرتا ہوں۔ روحانی زندگی کی ترقی کے واسطے وہ مفید کتابیں ہیں اُن کتابوں کے خیالات واعظین کی وعظوں پہ جلا کا کام دیتے ہیں۔ جیسے سونے پہ سہاگا۔ لیکن بعض واعظ صرف سہاگا ہی لیکر کلیسیا کو دکھاتے ہیں جو مفید نہیں ہوتا۔ اپنے بیان کو زیادہ صاف کرنے کی خاطر اس موقعہ پر میں ایک اور مثال پیش کرتا ہوں جس سے خیال زیادہ صاف ہو جائیگا

سمندر میں جب جوار بھاٹا ہوتا ہے تو پانی کے اُچھال کے ساتھ کوڑیاں۔ سیپیاں اور ناقص قسم کے موتی خشکی پر آجاتے ہیں۔ جن کو لڑکے اور عام لوگ چن لیتے ہیں۔ لیکن سچے اور اعلیٰ موتی سمندر کی گہرائی اور زمین ہوتے ہیں۔ جنکو تجربہ کار اور واقف غواص غوطہ مار کر نکالتے ہیں۔ جو جوہریوں کی دوکانوں پر پہونچائے جاتے جو بڑی قیمت پاتے اور جو دلہنوں اور شہزادیوں کی زینت کا باعث ہوتے ہیں ویسے ہی وہ واعظین جو صرف عام کتابوں سے وعظ کا مضمون پڑھکر کلیسیا کو سناتے ہیں۔ یہ جوار بھاٹا کی کوڑیاں اور سیپیاں ہیں جو کچھ سود مند نہیں ہوتیں۔ لیکن جو واعظ کلام الٰہی کے بحر لا اور اتھاہ سمندر کا غواص ہے وہ اُس میں غوطے مار کر اعلیٰ درجہ کے موتی نکالتا ہے جو مسیح کی دُلہن کلیسیا کی زینت کا باعث ہوتے۔ اُس کے حُسن کو دوبالا کرتے اور روحانی زندگی کو مشتعل کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اس میرے خیال کی غلط فہمی دور ہو جائیگی۔

کلیسیا کے مشنری فرائض کے متعلق ایک اور خیال میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ مگر وقت کی تنگی کے باعث موقعہ نملا اس کو میں اخبار مسیحی میں شائع کروا رہا ہوں۔ وہاں میرے مسیحی بھائی اور بزرگ ملاحظہ فرماویں۔ اگر مناسب ہو تو نور افشاں وہاں سے اُسکی نقل کر لیوے۔ راقم واعظ

سوشیل گدرنگ
مسیحیاں ملتان

کیا عجب کوئی مسیحا نہ راہ میں ملجائے۔
جو گھر سے نکلے تو انساں با وضو نکلے

نئے سال کی خوشی میں ملتان کے مسیحی بھائیوں نے جو سرکاری ملازم یا مشن سے کچھ واسطہ نہیں رکھتے ایک عمدہ ٹی پارٹی مسیحی بھائیوں کو دی ڈاکٹر سوامن صاحب پرائیویٹ پریکٹشنر۔ مسٹر جلال الدین سب جج فیروزپور مسٹر شاہ بیجانی حکیم صاحبان نے ملکر سب بھائیوں کو دعوت دی خوشی کا مقام ہے کہ سوائے ایک خاندان کے تمام بچے چھوٹے بڑے جو قریب ۱۰۰ کے تھے تشریف لائے دن بھر کھیل تماشے۔ کھانا پینا ہوتا رہا اس موقعہ کیواسطے بندہ واعظ نے ایک غزل لکھی تھی جو نہایت شیریں راگ اور میٹھی سے بانسری اور وائیلن کیساتھ گائی گئی گانیوالے چار جوان جوزف واعظ۔ ولسن بنجمن واعظ بانسری حزقیل واعظ۔ ڈینیل واعظ گانیوالے تھے ذیل میں وہ غزل بھی تحریر کی جاتی ہے۔

اس موقعہ پر اسباب کا ذکر بھی مناسب ہے کہ تمام مشنری صاحبان و صاحبات اور مسیحی بھائی بہن خوش معلوم ہوتے تھے مجھے یقین ہے کہ اس سے نہ صرف ظاہری میل ملاپ کو فائدہ ہوا بلکہ روحانی فائدہ بھی خوب ہوا۔

مس سوامن صاحبہ نے ارمونیم بجا کر حاضرین کو خوش کیا دوڑیں ہوئیں خوب کھیل کود ہوئے بچوں کو انعام دیئے گئے۔ سارا خرچ انہی بزرگوں نے جن کا ذکر اوپر ہوا اپنی گرہ سے دیا۔ خدا اُنکو برکت دے تاکہ آئیندہ بھی اسی طرح میل ملاپ کا باعث ہوں۔

وہ غزل یہ ہے۔

غزل

اُلفت خدا کی دیکھو ابن خدا ہو آیا / رحمت سے ہمکو اپنی جس نے ہے بچایا
ارض و سما کا مالک آیا ہوا ہے یہاں پر / حیرت کی ہو بنا پر اُٹھ سے ہے آنبایا
مشرق میں ہو ستارہ دیکھا مجوسیوں نے / سارے جہاں نے اُس سے نور نجات پایا
نور زندگی الٰہی آئی ہوا ہے جہاں میں / مردہ دلوں کو جس نے اک دم میں جلایا
تشنہ لبوں کو دیکھو سیراب کر رہا ہے / آب حیات اُس نے ہم سبکو ہے پلایا
مجرم گناہ گار و اب شادماں تم ہو / بخشش کا وہ پیالہ ہو ساتھ اپنے لایا
آزادگی ملی قید گناہ سے سب کو / شیطان ہو کم گو گرچہ بہت ستایا
کیونکر نہ شادماں ہو ملتان کے مسیحی / ابن خدا نے اُن کو روز خوشی دکھایا
اس طور سے محبت ملکر کریں اگر سب / روح القدس خدا کا سب پر رہیگا سایا

کیسی خوشی میں سارے گاتے ہیں گیت بھائی
واعظ غریب نے بھی یہ گیت ہے سنایا

واعظ از ملتان۔

سنڈے سکول کے سبق

تصویر وار پرچے سنڈے سکول

۵۲ عدد فی ہفتہ سال تمام کے لئے عمر

محصولڈاک علاوہ اور سنڈے سکول سبق

۵۲ ہفتوں کے واسطے

قیمت ۲ر فی سبق محصولڈاک علاوہ بیضہ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک۔

یہ سبق اردو اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں۔ اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں

یہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہے۔ پادری ہنری فورمن صاحب ڈی۔ ڈی کی تصنیف سے نوٹس اردو میں تیار کئے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ ڈیلی بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے

کہ بائبل کی تعلیم کے واسطے سب سے عمدہ سبق ان کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ سات سالوں میں کل بائبل کی تعلیم ہو جاتی ہے یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہو جاتی ہے۔ اس لئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دیجاتی ہے کہ تمام مشن سکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بک کے استعمال کئے جاویں کئی ایک مشن سکول ان کا استعمال کر رہے ہیں یہ ہمارا مطلب ہے کہ تمام سکولوں میں ان کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہ از حد مفید ہیں۔

جو صاحب ان کو چاہتے ہیں سو جلد اطلاع فرماویں۔ درخواست پر پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی لودیانہ لکھنا کافی ہے۔ سال بھر کی قیمت پیشگی لی جاویگی وی۔ پی کے ذریعہ سے۔

اعلےٰ عرق کافور

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو گھر میں کیسی بے کلی پھیل جاتی ہے اور گھبرا کر ہر کسی کو گھر بیٹھے ہی تھوڑا سا خرچ تو کیا تکلیف نہیں اٹھانا پڑتی کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور کی ہر گھر میں رکھ لی جاوے یہ اصلی عرق کافور چھبیس برس سے مشہور و مجرب ہے اور ہیضہ کی غنودگی وہاں ہو گرمی کے دست پیٹ کا درد۔ مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۴ر محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو اپنے گھر میں رکھنا چاہئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اس کا رنگ بھی اصل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کے ساتھ رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر جینسن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا ڈکار آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچوں کے لئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔

قیمت فی شیشی ۸ر دو تہائی آنہ محصولڈاک پانچ آنہ (۵ر)

مفصل حالات کی کتاب بلاقیمت ملتی ہے منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سی بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۶ء

پُر فضا محل وقوع

مستند اُستاد

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات۔

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ عہ اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ سے زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کروفل وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا للعہ سے ۱عہ تک ۵ کروفل لعہ

مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں۔

پریسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں۔ ۱۲ برس میں اس فنڈ نے ۲۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۸۸ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

اور نئے پراسپکٹس اردو و انگریزی ہیمنگ واکر پارس ورڈ بے کلارک ایم اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۲ر

ہندوستان و پنجاب ۲؎۸

غیر ممالک سے ۵؎

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں	عہ	صہ	عہ
چوتھائی کالم	صہ	عہ	للعہ
نصف کالم	عہ	للعہ	لعہ
پورا کالم	للعہ	للعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	لعہ	ما

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر مابعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ:- نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام مولائی برادرز چھپا اور شائع ہوا۔